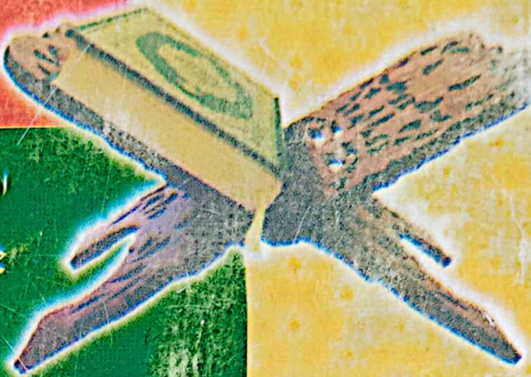
وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَّازِمٌ
مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْآنَ آثِمٌ

اور تجوید کے مطابق عمل ضروری اور لازم ہے
جو شخص قواعد تجوید سے قرآن نہ پڑھے گا گناہگار ہے
(امام جزری)



فرائد الفرید
فی حلّ
مسائل التجوید

از افادات

فضیلة المقری القاری
ابو طلحہ غلام فرید شاکر
صدر شعبہ تجوید و قرأت جامعہ تجوید القرآن کرک

ترتیب

امجد اقبال حقانی



مقدمہ

س:۔اس کتاب کا نام جمال القرآن کیوں لکھا گیا؟

ج:۔اس کتاب کا نام جمال القرآن اس لیے رکھا گیا ہے کہ جمال کے معنی ہے خوبصورتی اور تجوید کی معنی بھی قرآن مجید کو خوبصورت بنانا ہے یعنی معنوی لحاظ سے اس کتاب کا نام جمال القرآن رکھا گیا ہے۔

س:۔اس کتاب کے مصنف یا مؤلف کا نام کیا ہے؟

ج:۔مولانا اشرف علی تھانویؒ

س:۔آپ کا لقب کیا ہے؟

ج:۔حکیم الامت

س:۔آپ کے والد کا نام کیا ہے؟

ج:۔عبدالحق

آپ والد کی طرف سے فاروقی النسل تھے یعنی حضرت عمر فاروقؓ کے نسل سے تعلق رکھتے تھے اور والدہ کی طرف سے علوی النسل تھے یعنی حضرت علیؓ کے نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

س:۔آپ کو تھانوی کیوں کہتے ہیں؟

ج:۔آپ کو تھانوی اس لیے کہتے ہیں کہ تھانہ بون انڈیا ضلع مظفرنگر یوپی ہند میں ایک قصبہ کا نام ہے۔

حضرت تھانویؒ اس قصبے کے ایک رئیس گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔

س:۔آپ کب پیدا ہوئے تھے؟

ج:۔آپ پانچ ربیع الثانی بروز بدھ ۱۲۸۰ھ بمطابق 1860ء میں پیدا ہوئے تھے۔

س:۔آپ کب وفات پا گئے تھے؟

ج:۔آپ ۱۳۶۲ھ بمطابق 1942ء میں وفات پا گئے تھے۔

س:۔آپ کے حفظ کے استاد کا کیا نام تھا؟

ج:۔حافظ حسین علیؒ صاحب

س:۔آپ کے تجوید وقرآت کے استاد کا کیا نام تھا؟

ج:۔حضرت قاری عبداللہ مکیؒ صاحب

س:۔آپ کے پیرومرشد کا کیا نام تھا؟

ج:۔حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ

س:۔آپ کے ابتدائی کتابوں کے استاد کا کیا نام تھا؟

ج:۔حضرت فتح محمد صاحب تھانویؒ

س:۔آپ کے دورہ حدیث کے استاد کا کیا نام تھا؟

ج:۔حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ وغیرھم

س:۔مصنفؒ نے اس کتاب میں باب یا فصل کی جگہ لمعہ کیوں ذکر کیا ہے؟

ج:۔ مصنف نے اس کتاب میں لمعہ اس لیے ذکر کیا ہے کہ لمعہ کے معنی چمکنی اور روشنی کی ہے جیسے لَمِعَ البَرْق بجلی چمکی اور باب کے معنی دروازہ کی ہے۔ فصل کے معنی جدائی ہے۔ پس یہاں پر بجائے باب اور فصل کے لمعہ ذکر کرنا زیادہ مناسب تھا۔ کیوں کہ روشنی اور خوبصورتی دونوں کا آپس میں معنوی مناسبت زیادہ ہے۔ اس لیے مصنف نے المعہ ذکر کیا ہے۔

س:۔ پھر چودہ لمعے کیوں ذکر کئے ہیں؟

ج:۔ آپ نے چودہ لمعے اس لیے ذکر کیے ہیں کہ آپ نے اس کتاب کی تشبیہ چاند سے دی ہے کہ جس طرح چاند کی روشنی چودہ راتوں میں مکمل ہوتی ہے۔ اس طرح مصنف نے اس کتاب میں بھی چودہ لمے ذکر کیے ہیں۔

☆☆..............☆☆

﴿پہلا لمعہ پہلی روشنی﴾

پہلے لمعہ میں چند باتوں کا جاننا ضروری ہیں جن کو مبادی علم تجوید کہتے ہیں ۔

مبادی علم تجوید

تجوید کے لغوی:۔ معنی کسی چیز کو خوبصورت بنانا، عمدہ کرنا اور سنوارنا ہے۔

تجوید کی اصطلاحی معنی:۔ ہر حرف کو اپنے مخرج سے تمام صفات کے ساتھ بغیر کسی تکلف کے ادا کرنے کو تجوید کہتے ہیں۔

یاد رہے کہ جمال القرآن کا موضوع علم تجوید ہے۔

تعریف:۔ علم تجوید وہ علم ہے کہ جس میں حروف کو مخارج اور ان کی صفات سے بحث کی جاتی ہے۔

علم تجوید کا موضوع:۔ احوال حروف تہجی

علم تجوید کی غرض وغایت:۔ تصحیح الحروف یعنی حروف کی صحیح ادائیگی پر قادر رہونا۔

علم تجوید کا فائدہ وثمرہ:۔ رضائے الٰہی سعادۃ الدارین

حکم:۔ اس علم کو حاصل کرنا فرض کفایہ اور اسی علم پر عمل کرنا فرض عین ہے۔

علم تجوید کے مشہور واضعین:۔ علم تجوید کے مشہور واضعین تین ہیں:

۱۔امام خلیلؒ، ۲۔امام سیبویہؒ ۳۔امام فرانحویؒ

﴿دوسرا لمعہ دوسری روشنی﴾

(لحن کے بارے میں)

س:۔لحن کسے کہتے ہے؟

ج:۔لحن عربی زبان کا لفظ ہے لحن تجوید کی ضد ہے۔لحن بہت سے معنوں پر آتا ہے لیکن ادھر لحن کی معنی غلطی کرنے کے ہے۔

س:۔لحن کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج:۔لحن کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔لحن جلی ۲۔لحن خفی

س:۔لحن جلی کسے کہتے ہیں؟

ج:۔لحن جلی اس واضح اور ظاہر غلطی کو کہتے ہیں کہ جس کی پہچان ہر شخص کرسکتا ہے۔جیسے اِیَّاکَ کی جگہ اِیَّاکِ پڑھنا

لحن جلی کی چار قسمیں ہیں:۔

۱۔ کسی حرف کی جگہ پر دوسرا حرف پڑھنا۔جیسے اَلْحَمْدُ کی جگہ اَلْھَمْدُ پڑھنا۔

۲۔ کسی حرف کو زیادہ کرنا۔جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی جگہ پر اَلْحَمْدُوْ لِلّٰہِ پڑھنا۔

۳۔ کسی حرف کو کم کرنا۔جیسے وَلَمْ یُوْلَدْ کی جگہ وَلَمْ یُلَدْ پڑھنا۔

۴۔ حرکات وسکنات میں غلطی کرنا جیسے اَنْــــعَــــمْـــــتَ کی جگہ اَنْعَمْتُ پڑھنا یا اَنعُمتَ پڑھنا۔ نعوذ باللہ

نوٹ:۔ مشدد کی جگہ پر مخفف پڑھنا یا مخفف کی جگہ پر مشدد پڑھنا بھی لحن جلی میں داخل ہے۔

س:۔ لحن جلی کا حکم

ج:۔ لحن جلی حرام ہے۔

س:۔ لحن خفی کسے کہتے ہیں؟

ایسی غلطی تو نہیں کی لیکن حرفوں کے حسین ہونے کے جو قاعدے مقرر ہیں ان کے خلاف پڑھا جیسے ر پر جب زبر یا پیش ہوتا ہے اس کو پُر یعنی منہ بھر کر پڑھا جاتا ہے۔ جیسے اَلقُرَّاءُ کی راء کو باریک پڑھ دیا اس کو لحن خفی کہتے ہیں ۔ یہ غلطی ہلکی ہے یعنی مکروہ ہے۔

ج:۔ لحن خفی اس چھوٹی اور پوشیدہ غلطی کو کہتے ہیں کہ جس کی پہچان ہر شخص نہیں کرسکتا بلکہ ماہرین فن کرسکتا ہے۔

س:۔ لحن خفی کا حکم

ج:۔ لحن خفی مکروہ ہے لیکن اس سے بھی بچنا ضروری ہے کیوں کہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اندیشہ ہے۔

﴿تیسر المعہ تیسری روشنی﴾

(تعوذ اور تسمیہ کے بارے میں)

س:۔ تعوذ کسے کہتے ہیں؟

ج۔ تعوذ اعوذ باللہ کو کہتے ہیں۔

س:۔ تعوذ کا محل کیا ہے؟

ج:۔تعوذ کا محل ابتداء تلاوت ہے۔

س:۔تعوذ کے مشہور الفاظ کیا ہے؟

ج:۔اعوذباللہ من الشیطان الرجیم

س:۔تعوذ کا حکم کیا ہے؟

ج:۔تعوذ بعض قراء کے نزدیک واجب ہے لیکن جمہور قراء کے نزدیک مستحب ہے۔

س:۔تعوذ کی کیفیت کیا ہے؟

ج:۔تعوذ تابع تلاوت ہے اگر تلاوت جہراً ہو تو تعوذ بھی جہراً ہے اور اگر تلاوت سراً ہو تو تعوذ بھی سراً ہے۔البتہ نماز کی حالت میں بالاتفاق سراً ہے۔

س:۔تعوذ کا فائدہ کیا ہے؟

ج:۔تعوذ کا فائدہ یہ کہ چونکہ تلاوت ایک عبادت ہے اور شیطان عبادت کے دوران آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتے ہیں۔اس لیے جب بھی آدمی تعوذ پڑھتا ہے تو شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رہتا ہے۔

س:۔تسمیہ کسے کہتے ہیں؟

ج:۔تسمیہ بسم اللہ کو کہتے ہیں۔

س:۔تسمیہ کا محل کیا ہے؟

ج:۔تسمیہ کا محل ابتداء سورت ہے۔

س:۔تسمیہ کے الفاظ کیا ہے؟

ج:۔تسمیہ کے یہ الفاظ منزل من اللہ ہے۔بسم اللہ الرحمن الرحیم

س:۔تسمیہ کا حکم کیا ہے؟

ج:۔تسمیہ بعض قراء کے نزدیک مستحب ہے لیکن جمہور قراء کے نزدیک واجب ہے۔

س:۔تسمیہ کی کیفیت کیا ہے؟

ج:۔تسمیہ فرض اور وتر نماز میں بالاتفاق سراً ہے لیکن نفل اور تراویح نمازوں میں اختیار ہے البتہ سراً پڑھنا افضل ہے۔نماز کے علاوہ تابع تلاوت ہے۔

س:۔تسمیہ کا فائدہ کیا ہے؟

ج:۔تسمیہ کا فائدہ تفارق بین السورتین یعنی دوسورتوں کے درمیان فرق پیدا کرتا ہے۔ اور حصول برکت کے لیے پڑھا جاتا ہے۔جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو نیک کام بسم اللہ کے بغیر شروع ہو جائے تو اس کام کی برکت جاتی رہتی ہے۔

ابتداء کی تین قسمیں ہیں.

۱۔ ابتداء تلاوت ابتداء سورت

۲۔ ابتداء تلاوت درمیان سورت

۳۔ ابتداء سورت درمیان تلاوت

نمبر:۱ **ابتداء تلاوت ابتداء سورت:۔** یہاں پر تین چیزیں ہیں۔تعوذ و تسمیہ اور تلاوت یعنی یہاں

تعوذ اور تسمیہ دونوں کا محل ہے لہٰذا فصل وصل کی چار صورتیں بنتی ہیں۔

۱۔فصل کل

۲۔وصل کل

۳۔فصل اول وصل ثانی

۴۔وصل اول فصل ثانی

نمبرا:۔ فصل کل: یعنی تعوذ اور تسمیہ اور تلاوت کو علیحدہ علیحدہ سانس میں پڑھنا۔ جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ . بِسْمِ اللّٰہِ . اَلْحَمْدُلِلّٰہِ

نمبر۲:۔ وصل کل:۔ یعنی تعوذ اور تسمیہ اور تلاوت تینوں کو ایک ہی سانس میں اکٹھا پڑھنا۔ جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ

نمبر۳:۔ فصل اول وصل ثانی:۔ یعنی تعوذ کو علیحدہ سانس میں پڑھنا تلاوت اور تسمیہ کو اکٹھا پڑھنا۔ جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ . بِسْمِ اللّٰہِ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ

نمبر۴:۔ وصل اول فصل ثانی: یعنی تعوذ اور تسمیہ کو ایک سانس میں پڑھنا اور تلاوت کو علیحدہ سانس میں پڑھنا جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ . اَلْحَمْدُلِلّٰہِ

پس یہاں پر ابتداء تلاوت ابتداء سورت کی چاروجہیں بن گئیں اور یہ چاروں جائز ہیں۔

نمبر۲:۔ ابتداء تلاوت درمیان سورت:۔ ابتداء تلاوت درمیان سورت میں تعوذ کا محل ہے اور تسمیہ پڑھنے میں اختیار ہے چاہے پڑھے یا نہ پڑھے۔ اگر نہ پڑھے تو پھر دو چیزیں ہیں۔ تعوذ، تلاوت لہٰذا فصل وصل کی دو وجہیں بنتی ہیں۔ ۱۔ فصل کل ۲۔ وصل کل

نمبرا:۔ فصل کل: یہ صورت بلا شرط جائز ہے جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ . سَیَقُوْلُ السُّفَھَآءُ

نمبر۲:۔ وصل کل: اس صورت کے لیے ایک شرط ہے وہ یہ کہ اگر ابتداء تلاوت میں اللہ تعالیٰ کا ذاتی یا صفاتی یا کسی پیغمبر کا نام ہو یا فرشتوں کا ذکر ہو تو وصل کل نا جائز ہے۔ جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ السْتَوٰی .یَا مُحَمَّدُالرَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ. یَااَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یا وَاِذْقُلْنَالِلْمَلٰئِکَةِ ورنہ وصل کل جائز ہے اور اگر برکت کے لیے تسمیہ پڑھتے ہو تو پھر تین چیزیں ہیں۔ ۱۔ تعوذ ۲۔ تسمیہ ۳۔ تلاوت

پس فصل وصل کی کل چار وجہیں بنتی ہیں۔

۱۔فصل کل ۲۔وصل کل ۳۔فصل اول وصل ثانی ۴۔وصل اول فصل ثانی

نمبر۱:۔فصل کل: یعنی تعوذ تسمیہ اور تلاوت کو علیحدہ علیحدہ سانس میں پڑھنا۔یہ صورت جائز ہے۔

نمبر۲:۔وصل کل: یعنی تعوذ تسمیہ اور تلاوت کو ایک ہی سانس میں پڑھنا۔یہ صورت ناجائز ہے کیوں کہ یہاں پر تسمیہ کا محل نہیں ہے اور لوگ شک کریں گے کہ یہاں تسمیہ قرآن مجید کی آیت ہے۔

نمبر۳:۔فصل اول وصل ثانی: یعنی تعوذ کو علیحدہ سانس میں پڑھنا۔تسمیہ اور تلاوت کو ایک ہی سانس میں پڑھنا۔یہ صورت بھی ناجائز ہے کیوں کہ لوگ شک کریں گے کہ یہاں تسمیہ قرآن مجید کی آیت ہے۔

نمبر۴:۔وصل اول فصل ثانی: یعنی تعوذ اور تسمیہ کو ایک سانس میں پڑھنا اور تلاوت کو علیحدہ سانس میں پڑھنا۔یہ صورت جائز ہے۔

پس ابتداء تلاوت درمیان سورت میں فصل وصل کی چار وجہیں بنتی ہیں۔پہلی اور چوتھی صوت جائز ہے دوسری اور تیسری صوت ناجائز ہے۔

نمبر۳:۔ **ابتداء سورت درمیان تلاوت:۔** یہاں پر تین چیزیں ہیں۔

۱۔ختم ہونے والی سورت ۲۔بسم اللہ ۳۔شروع ہونے والی سورت

جب چیزیں تین ہیں تو فصل کی چار وجہیں بنتی ہیں۔

نمبر۱:۔فصل کل جیسے:وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرَابًا. بِسْمِ اللّٰهِ . وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا

نمبر۲:۔وصل کل جیسے:وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرَابًا بِسْمِ اللّٰهِ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا

نمبر۳:۔فصل اول وصل ثانی جیسے:وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرَابًا. بِسْمِ اللّٰهِ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا

نمبر۴:۔وصل اول فصل ثانی جیسے:وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرَابًابِسْمِ اللّٰهِ . وَالنّٰزِعٰتِ

غرقًا

اس میں پہلی تین صورتیں جائز ہیں اور چوتھی صورت نا جائز ہے۔چوتھی صورت اس لیے نا جائز ہے کہ یہاں لوگ شک کریں گے کہ گویا کہ بسم اللہ سورت کے آخر میں پڑھی جاتی ہے۔حالانکہ بسم اللہ سورت کے شروع میں پڑھی جاتی ہے۔

اب اگر سورت انفال ختم ہو جائے اور سورت برأت شروع کرنا ہے تو بالاتفاق بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔ البتہ اگر ابتداء سورت برأت سے کرنی ہے تو عند البعض حصول برکت کے لیے پڑھنا جائز ہے۔اس صورت میں فصل کل، وصل اول فصل ثانی جائز ہے اور وصل کل، فصل اول وصل ثانی نا جائز ہے۔

سورت انفال اور سورت برأت کے ملانے کے تین طریقے ہیں:۔

نمبر۱:۔وقف یعنی فصل بغیر بسم اللہ کے جیسے اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ. بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

نمبر۲:۔سکتہ بغیر بسم اللہ کے جیسے اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ.(سکتہ)بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

نمبر۳:۔وصل مع اقلاب بغیر بسم اللہ کے جیسے اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ. بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

سورت برأت کے شروع میں تسمیہ نہ پڑھنے کے چند وجوہات ہیں۔

1:۔یہ سورت مستقل سورۃ نہیں ہے بلکہ سورۃ انفال کا جز ہے یعنی معنوی لحاظ سے دونوں سورتوں کا مضمون ایک جیسا ہے۔

2:۔یہ سورت سیف وسنان کے ساتھ نازل ہوئی ہے اور اس میں سارا کے سارا عذاب کا ذکر ہے اور تسمیہ

میں سارا کے سارا رحمت اور امن ہے اسی وجہ عذاب اور رحمت کو اکٹھا کر کے پڑھنا نا مناسب ہے۔

3:۔اس سورت کے شروع میں تسمیہ نہ نازل ہوئی ہے اور نہ نبی کریم ﷺ نے خود پڑھی ہے اور نہ کسی کو پڑھنے اور لکھنے کا حکم دیا ہے۔

نوٹ: ۱.سورۃ محمد ۲.سورۃ قیمۃ ۳.سورۃ عبس
۴.سورۃ مطففین ۵.سورۃ بلد ٦.سورۃ بینہ
۷.سورۃ تکاثر ۸.سوۃ همزہ ۹.سورۃ لھب

ان سورتوں اور تسمیہ کے درمیان فصل ضروری ہیں یعنی فصل کل بہتر ہے۔

﴿چوتھا لمعہ چوتھی روشنی﴾

(مخارج کے بیان میں)

س:۔حرف کسے کہتے ہیں؟

ج:۔حرف کی لغوی معنی:۔طرف یا کنارہ

حرف کی اصطلاحی معنی: انسانی منہ سے نکلی ہوئی وہ آواز جو مخرج محقق یا مقدر پر ٹھہر جائے یا مخرج محقق یا مقدر سے گزر جائے۔

حروف کے تعداد میں قرآء کرام کے دو اقوال ہیں:۔

۱۔ جمہور قرآء کے نزدیک حروف ۲۹ ہیں یعنی الف سے لے کر یا تک

۲۔ امام مبرد وغیرہ کے نزدیک حروف ۲۸ ہیں وہ الف کو مستقل حرف نہیں مانتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ الف نہیں بلکہ ہمزہ مسہلہ یا الیئیہ ہے۔

حروف کے دو اقسام ہیں:۔

۱۔حروف اصلیہ ۲۔حروف فرعیہ

۱. حروف اصلیه:۔ حروف اصلیہ ان حروف کو کہتے ہیں کہ جو اپنے مخرج سے تمام صفات کے ساتھ صاف ستھرا ادا ہو جائے۔ایسے حروف ۲۹ ہیں۔الف سے لے کر یاء تک۔

۲. حروفِ فرعیه:۔ حروف فرعیہ وہ حروف کہلاتے ہیں کہ جن کا مخرج دو اصلی حروف کے درمیان

ہو۔

روایت حفصؒ میں حروف فرعیہ کے چند مثالیں ہیں۔

۱۔**امالہ و الاالف**: کہ الف کو الف اور یاء کے درمیان ادا کیا جائے جیسے مَجْرِهَا

۲۔**تسہیل و الاھمزاہ**: کہ ہمزہ کو ہمزہ اور الف کے درمیان ادا کیا جائے جیسے ءَاَ عْجَمِیٌّ

۳۔**نون مخفہ**: یعنی اخفاء والا نون جیسے مِنْ جُوْعٍ وغیر

مخرج کی جمع مخارج ہے۔

مخرج کی لغوی معنی:۔ نکلنے کی جگہ

اصطلاح قرآء میں جن موقعوں سے حروف نکلتے ہیں ان کو مخارج کہتے ہیں۔

مخارج کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔مخرج محقق ۲۔مخرج مقدر

۱۔مخرج محقق:۔مخرج محقق اس مخرج کو کہتے ہیں کہ جس کے لیے اصول مخارج میں کوئی خاص جگہ متعین ہو جیسے خلق، لسان اور شفتین۔

۲۔مخرج مقدر:۔مخرج مقدر اس مخرج کو کہتے ہیں کہ جس کے لیے اصول مخارج میں کوئی خاص جگہ متعین نہ ہو جیسے جوف دہن، خیشوم

اصول مخارج پانچ ہیں۔

۱.حلق ۲.لسان ۳.شفتین ۴.جوف دھن ۵.خیشوم

۱۔حلق:۔ حلق سے تین مخارج کا تعلق ہیں اور چھ حروف ادا ہوتے ہیں۔

۲۔لسان:۔ لسان سے دس مخارج کا تعلق ہیں اور اٹھارہ حروف ادا ہوتے ہیں۔

۳۔شفتین:۔ شفتین سے دو مخارج کا تعلق ہیں اور چار حروف ادا ہوتے ہیں۔

۴۔جوف دہن:۔ جوف دہن سے ایک مخرج کا تعلق ہے اور تین حروف ادا ہوتے ہیں۔

۵۔خیشوم:۔ خیشوم سے غنہ ادا ہوتا ہے۔

مخارج کی تعداد میں قرآء کا اختلاف

مخارج کی تعداد میں قرآء کے چار مذاہب ہیں:۔

١. محققین ٢. امام خلیلؒ ٣. امام سیبویؒ ۴. امام فرانحویؒ

ا:۔ محققین:۔ محققین کے نزدیک ۲۹ حروف کے ۲۹ مخارج ہیں۔ وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہر حرف کی آواز جدا جدا ہے لہٰذا ہر حرف کا مخرج بھی جدا جدا ہے۔

۲:۔ امام خلیل نحویؒ:۔ امام خلیل نحویؒ کے نزدیک مخارج سترہ ہیں۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ بعض حروف آپس میں قریب قریب ہیں تو قرب کا لحاظ کر کے بعض مخارج میں دو دو حروف اور بعض مخارج میں تین تین حروف اکٹھے کیے گئے ہیں۔

۳:۔ امام سبیوی نحویؒ: امام سبیوی نحویؒ کے نزدیک سولہ مخارج ہیں۔ وہ بھی امام خلیل نحویؒ کی طرح قرب کا لحاظ کرتے ہیں۔ لیکن وہ ایک مخرج یعنی جوف دہن کو نہیں مانتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہر حرف کے لیے ایک ایک مخرج ہونا چاہیے۔ لہٰذا واؤ کے لیے اپنا مخرج ہے یعنی سولہ نمبر اور یاء کے لیے بھی اپنا مخرج یعنی سات نمبر اور الف کو وہ مستقل حرف نہیں مانتے ہیں۔

۴:۔ امام فرانحویؒ:۔ امام فرانحویؒ کے نزدیک مخارج چودہ ہیں۔ وہ امام سیبویؒ کی طرح جوف دہن کو نہیں مانتے ہیں۔ دوسرا وہ لام، نون اور راء کا ایک مخرج بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ تینوں حروف آپس میں بہت قریب ہیں۔

زبان کے چھ حصے ہیں

١.نوک لسان ٢.ظہرلسان ٣.وسط لسان

۴.اقصائے لسان ۵.حافہ لسان ٦.طرف لسان

س:۔انسان کے منہ میں کتنے دانت ہوتے ہیں؟

ج:۔انسان کے منہ میں عمومی طور پر بتیس(32)دانت ہوتے ہیں۔

دانت دو قسم کے ہوتے ہیں۔

١۔دانت ٢۔داڑھ

١۔دانت:۔ جن کو عربی میں اسنان کہتے ہیں۔یہ تعداد میں بارہ ہیں۔

٢۔داڑھ:۔ جن کو عربی میں اضراس کہتے ہیں۔یہ تعداد میں بیس ہیں۔

ٹوٹل دانتوں کے چھ نام ہیں۔

١.ثنایا ٢.رباعی ٣.انیاب

۴.ضواحک ۵.طواحن ٦.نواجز

١:.ثنایا:. ثنایا سامنے چار دانتوں کو کہتے ہیں۔ثنایا اثنین سے ہے۔اثنین عربی میں دو کو کہتے ہیں۔ اوپر دو دانتوں کو ثنایا علیا اور نیچے دو دانتوں کو ثنایا سفلیٰ کہتے ہیں۔

٢.رباعی:. رباعی اربعہ سے ہے۔اربعہ عربی میں چار کو کہتے ہیں۔اور یہ بھی تعداد میں چار دانت ہیں۔یا رباعی کی معنی ٹھہرنے کا بھی ہے۔یعنی ادھر غذا ٹھہر جاتی ہے اور اس کا دوسرا نام قواطع ہے یعنی یہ چیزوں کو کاٹتے ہیں۔

٣.انیاب:. انیاب کی معنی نوکدار دانت اور اس کا دوسرا نام کواسر ہے یعنی یہ چیزوں کو توڑتی ہیں۔یہ

بھی

تعداد میں چار دانت ہیں۔

۴. ضواحک: ضواحک، ضحک سے ہے۔ ضحک عربی میں ہنسنے کو کہتے ہیں۔ یعنی آدمی جب ہنستا ہے تو اضراس میں سب سے پہلے ضواحک نظر آتے ہیں۔ یہ بھی تعداد میں چار دانت ہیں۔

۵. طواحن: طواحن طحن سے ہے۔ طحن عربی زبان میں پیسنے کو کہتے ہیں۔ یعنی جس طرح چکی آٹے کو پیستا

ہے اس طرح یہ بھی چیزوں کو پیستے ہیں۔ یہ تعداد میں بارہ ہیں۔

٦. نواجذ: نواجذ ناجذۃ العقل سے ہے اس کو عقل تام بھی کہتے ہیں۔ یعنی جب آدمی کی عقل مکمل ہو جاتا ہے تو پھر یہ دانت نکلتے ہیں۔ یہ تعداد میں چار دانت ہیں۔

بہر حال ثنایا چار، رباعی چار اور انیاب چار۔ یہ ٹوٹل بارہ دانت ہو گئے۔

اسی طرح ضواحک چار، طواحن بارہ اور نواجذ چار۔ یہ تعداد میں بیس بیر یا بیس ہو گئے۔

دانتوں کا شعر

ہے تعداد دانتوں کی کل تیس اور دو — ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دو دو

ہیں انیاب چار اور باقی رہے بیس — کہ کہتے ہیں قرآء اضراس انھیں کو

ضواحک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ — نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو

الف اور ہمزہ میں پانچ فرق ہیں:۔

۱۔ ہمزہ جھٹکے کے ساتھ ادا ہوتا ہے اور الف بغیر جھٹکے کے ادا ہوتا ہے۔

۲۔ ہمزہ کے ماقبل ہر قسم کی حرکت آسکتی ہے اور الف کے ماقبل صرف فتح آسکتا ہے۔

۳۔ ہمزہ کلمے کے درمیان آخر اور شروع یعنی ہر جگہ آسکتا ہے اور الف صرف کلمے کے آخر اور درمیان میں آسکتا ہے۔ شروع میں نہیں آسکتا۔

۴۔ ہمزہ کے اوپر ہر قسم کی حرکت آ سکتی ہے اور الف کے اوپر کسی قسم کی حرکت نہیں آ سکتی۔

۵. **ہمزہ کبھی واو کبھی یا کبھی الف اور کبھی سرعین کی شکل میں آتی ھے اور الف اپنی شکل میں آتا ھے**

﴿مخارج کا بیان﴾

امام خلیل نحویؒ کے نزدیک مخارج کل سترہ ہیں۔اور اس کتاب میں بھی سترہ مخارج کا ذکر کیا گیا ہیں۔

مخرج نمبر:۱ جوف دہن: جوف خلا کو دہن منہ کو کہتے ہیں۔یعنی منہ کے اندر کا خلا اس سے تین حروف مدّہ ادا ہوتے ہیں۔

۱.الف مده　　۲.واومده　　۳.یاء مده

۱)۔ الف مدہ:الف ساکن بغیر جھٹکے ہو اور اس سے پہلے حرف پر زبر ہو جیسے اَلصِّرَاط

۲)۔ واو مدہ:واو ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر پیش ہو۔جیسے اَلْمَغْضُوْبِ

۳)۔ یاء مدہ:یاء ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر زیر ہو جیسے مُسْتَقِيْم

پھر اس کے تین نام ہیں:۔

۱۔حروف مدہ　　۲۔حروف ہوائیہ　　۳۔حروف جوفیہ

۱)۔ حروف مدہ:اس لیے کہتے ہیں کہ اس پر کبھی مد بھی ہوتا ہے۔

۲)۔ حروف ہوائیہ:ہوائیہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ حروف ہوا پر تمام ہوتے ہیں۔

۳)۔ حروف جوفیہ:جوفیہ اس لیے کہتے ہیں کہ ان حروف کا تعلق جوف دھن سے ہیں۔

حروف لینیہ دو ہیں:۔

۱.واولین　　۲.یاء لین

۱)۔ واؤلین:واؤ جب ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر زبر ہو جیسے خَوْف

۲)۔ یاءِ لین: یاء جب کہ ساکن ہو اس سے پہلے حرف پر زبر ہو جیسے وَالصَّیْفِ

مخرج نمبر۲: اقصیٰ حلق: یعنی حلق کا وہ حصہ جو سینہ کی طرف والا ہے۔ اس سے یہ حروف ادا ہوتے ہیں۔ (ء، ھا)

مخرج نمبر۳: وسط حلق: یعنی حلق کا درمیان والا حصہ۔ اس سے یہ حروف ادا ہوتے ہیں۔ ع، ح بغیر نقطہ والے ان کو غیر منقوطہ اور مھملہ کہتے ہیں۔

مخرج نمبر۴: ادنیٰ حلق: یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ کی طرف ہے۔ اس سے یہ حروف ادا ہوتے ہیں۔ غ، خ

نقطہ والے ان کو منقوطہ اور معجمہ کہتے ہیں۔

ان چھ حروف کو حروفِ حلقی کہتے ہیں، کیوں کہ یہ حروف حلق سے ادا ہوتے ہیں۔

مخرج نمبر۵: لہات ق: یعنی کوے کے متصل زبان کی جڑ جب اوپر کی تالو سے ٹکرکھا ئے تو اس سے قاف

ادا ہوتا ہے۔

مخرج نمبر۶: ک، ق کے مخرج کے متصل ہی منہ کے جانب ذرا نیچے ہٹ کر اس سے کاف ادا ہوتا ہے

۔

ان دنوں حروف کو لہاتیہ یا لہویہ کہتے ہیں۔

مخرج نمبر۷: ج، ش، ی، جو غیر مدہ ہیں۔ وسط زبان اور مقابل اوپر کا تالو اس سے ج، ش، ی ادا ہوتے

ہیں۔ جب کہ (ی) مدہ نہ ہو۔ ان تینوں حروف کو شجریہ کہتے ہیں۔ شجر زبان اور تالو کے درمیاں خالی حصے کو کہتے ہیں۔

مخرج نمبر۸: ض ۔ اور وہ حافہ لسان یعنی زبان کی کروٹ داہنی یا بائیں طرف سے

نکلتا ہے ۔جب کہ حافہ لسان اضراس علیا کی جڑ سے لگ جائے تو ضاد ادا ہوتا ہے۔ بائیں طرف سے آسان ہے اور دائیں طرف سے ذرہ مشکل ہے۔اور دونوں طرف سے ایک دفعہ نکالنا بھی صحیح ہے۔مگر بہت مشکل ہے۔اس حرف کو حافیہ کہتے ہیں، یعنی یہ حافہ لسان سے ادا ہوتا ہے۔

مخرج نمبر۹: ل، کا ہے۔ وہ زبان کا کنارہ معہ کچھ حصہ حافہ جب ثنایا رباعی انیاب اور ضواحک کے مسوڑھوں کے کسی قدر مائل ہو کر تالو کی طرف ٹکر کھائے۔خواہ دائیں طرف سے ہو یا بائیں طرف سے لیکن بائیں طرف سے آسان ہے اور دونوں طرف سے ایک دفعہ میں نکالنا بھی صحیح ہے۔

مخرج نمبر۱۰:۔ن، کا ہے اور وہ بھی زبان کا کنارہ ہے۔مگر لام کے مخرج سے کم ہو کر (ضواحک) کو اس میں داخل نہیں۔

مخرج نمبر۱۱:۔راء کا ہے اور وہ نون کے مخرج کے قریب ہے مگر اس میں پشت زبان کا دخل ہے۔ان حروف یعنی لام ،نون اور راء کو طرفیہ اور ذلقیہ کہتے ہیں۔طرفیہ طرف کو کہتے ہیں اور ذلقیہ عربی میں کنارہ کو کہتے ہیں۔

مخرج نمبر۱۲:۔طا، دال، تاء کا ہے یعنی زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ اس سے طا، دال اور تاء ادا ہوتے ہیں ،ان کو نطعیہ کہتے ہیں۔اور نطعہ تالو کے قریب پہاڑی کو کہتے ہیں۔

مخرج نمبر۱۳:۔ظا، ذال، ثا کا ہے۔یعنی زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا سرا اس سے ظا، ذال اور ثاء ادا ہوتے ہیں۔ان تینوں حروف کو لثویہ کہتے ہیں۔لثہ مسوڑوں کو کہتے ہیں۔اور یہ حروف مسوڑوں کے قریب ادا ہوتے ہیں۔

مخرج نمبر۱۴:۔صاد، زا، س، کا ہے۔یعنی زبان کا سرا اور ثنایا سفلیٰ کا کنارہ معہ کچھ اتصال ثنایا علیا کا ہے۔اس سے صاد، زا، اور س ادا ہوتے ہیں۔ان تینوں حروف کو صفیریہ کہتے ہیں۔صفیر سیٹی کی سی آواز کو کہتے ہیں۔

مخرج نمبر ۱۵:۔ فاء کا ہے۔ یعنی نیچے ہونٹ کا شکم اور ثنایا علیا کا کنارہ اس سے فاء ادا ہوتا ہے۔

مخرج نمبر ۱۶:۔ دونوں ہونٹوں کا ہے۔ اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں۔ باء، واؤ، اور میم لیکن اس میں اتنا فرق ہے کہ باء ہونٹوں کے تری والے حصے سے ادا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کو بحری کہتے ہیں اور میم ہونٹوں کے خشکی والے حصے سے ادا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کو بری کہتے ہیں۔ اور واؤ دونوں ہونٹوں کے ناتمام ملنے سے ادا ہوتا ہے۔

فاء اور ان تینوں حروف کو شفویہ کہتے ہیں۔

مخرج نمبر ۱۷:۔ خیشوم کا ہے۔ خیشوم سے غنہ نکلتا ہے۔ غنہ کی لغوی معنی ہے گنگناھٹ۔

غنہ کی اصطلاحی معنی: ناک میں آواز لے جانا۔

غنہ کی دو قسمیں ہیں۔ ا۔غنہ آنی ۲۔غنہ زمانی

ا)۔غنہ آنی:۔ جو ایک آن میں ادا ہوتی ہے۔ خواہ نون میم متحرک ہو یا ساکن یا مشدد ہو۔ (جس حالت میں ہو، ہر نون اور میم میں ہوتا ہے جیسے عَلَيْهِمْ ،مِنْ خَوْفٍ، مِنْ جُوْعٍ

۲)۔غنہ زمانی:۔ جس میں زمانہ یعنی دیر لگ جائے۔ یہ صرف نون اور میم مشدد میں ہوتا ہے۔ جیسے إِنَّ مِمَّا

غنہ زمانی کی پھر دو قسمیں ہیں۔ ا۔غنہ صفتی ۲۔غنہ حرف فرعی

ا۔غنہ صفتی:۔ یعنی جب نون، میم مشدد ہو یا مدغمتین کا ادغام ہو تو یہ غنہ صفتی ہوگا جیسے إِنَّ ،مِمَّا ،إِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ، مِنَ النَّصِرِيْنَ

۲۔غنہ حرف فرعی: یعنی جب نون اور میم مخفہ ہو یا مدغم با ادغام ناقص ہو۔ جیسے مِنْ جُوْعٍ ، وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ، مَنْ يَّقُوْلُ، مِنْ وَّال یعنی ان میں مخرج اصلی کے ساتھ ساتھ خیشوم کے مخرج کا زیادہ دخل ہوتا ہے۔

س:۔حروف فرعیہ تو اور بھی روایت حفص میں ہیں جیسے مَجْرٖھا .ءَ اَعْجَمِیٌّ تو ان کا ذکر مصنف نے کیوں نہیں کیا۔

ج:۔ مَجْرٖھا اصل میں مَجْرٰھَا تھا یعنی الف یاء کی طرف مائل ہوا ہے۔اسی وجہ سے فرعی بن گیا ہے۔اور اسی طرح ءَ اَعْجَمِیٌّ کے دوسرے ہمزہ میں تسہیل ہوتا ہے یعنی ہمزہ الف کی طرف مائل ہوا۔اسی وجہ سے فرعی بن گیا ہے۔

اب یہاں پر مَجْرٖھَا کی الف جو یاء کی طرف مائل ہوا ہے اس کا مخرج اور الف کا مخرج دونوں ہمیں معلوم ہیں اور اسی طرح ءَ اَعْجَمِیٌّ کی دوسرے ہمزہ جو الف کی طرف مائل ہوا ہے۔اس الف کا مخرج اور ہمزہ کا مخرج دونوں ہمیں معلوم ہیں۔رہا نون اور میم مخفٰہ کہ یہاں نون اور میم جو مائیلان کرتا ہے وہ ہمیں معلوم نہیں تھا۔اسی وجہ سے مصنفؒ نے خیشوم کا ذکر کیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ نون اور میم خیشوم کی طرف مائیلان کرتا ہے اور خیشوم سے غنہ ادا ہوتا ہے۔

حروف بااعتبار مخارج کے دس القابات هیں.

١.جوفيه	٢.حلقيه	٣.لهاتيه	۴.شجريه	۵.حافيه
٦.طرفيه	٧.نطعيه	٨.لثويه	٩.صفيريه	١٠.شفويه

ایسے مخارج آٹھ ہیں جن سے ایک ایک حرف ادا ہوتا ہے۔

ایسے مخارج تین ہیں جن سے دو دو حروف ادا ہوتے ہیں۔

ایسے مخارج چھ ہیں جن سے تین تین حروف ادا ہوتے ہیں۔

مخرج معلوم کرنے کاطریقه

١۔ اُسی حرف کو ساکن کر کے اور اس سے پہلے ہمزہ متحرکہ لگاوٗ جیسے اَبْ، اَشْ وغیرہ

٢۔ اُسی حرف کو مشدد کر کے اس سے پہلے ہمزہ متحرکہ لگائے۔جیسے اَبَّ، اَشَّ وغیرہ

٣۔ اُسی حرف کو متحرک کر کے اس کے آخر میں ھائے ساکنہ لگائے جیسے تِهْ جِهْ وغیرہ

﴿پانچواں لمعہ پانچویں روشنی﴾

(صفات کے بیان میں)

صفت کی لغوی معنی: خوبی، ہنر، کیفیت، اور حالت

صفت کی اصطلاحی معنی: حرف کو مخرج سے ادا کرتے وقت سانس، زبان اور آواز کو جو کیفیت لاحق ہو جاتی ہے جیسے کسی حرف کو سخت ادا کرنا، کسی حرف کو نرم ادا کرنا، کسی حرف کو موٹا ادا کرنا، کسی حرف کو باریک ادا کرنا صفت کہلاتا ہے۔

صفات کی اولاً دو قسمیں ہیں: ۱۔صفات لازمہ ۲۔صفات عارضہ

صفات لازمہ کے چار نام ہیں۔

۱. لازمہ ۲. ذاتیہ ۳. ممیزہ ۴. مقومہ

۱. لازمہ: یعنی یہ صفات حروف میں لازمی طور پر پائے جاتے ہیں۔

۲. ذاتیہ: یعنی ان صفات کی وجہ سے حروف کا ذات بنا ہوا ہے۔

۳. ممیزہ: یعنی یہ صفات ایک مخرج والے دو دو یا تین تین حروف کا آپس میں تمیز کرتے ہیں۔

۴. مقومہ یعنی ان صفات کی وجہ سے حروف اپنی جگہ پر قائم و دائم رہتے ہیں۔

صفات عارضہ کی بھی چار نام ہیں۔

۱. عارضہ ۲. محسنہ ۳. مزینہ ۴. محلیہ

۱۔عارضہ: یعنی یہ صفات حروف میں عارضی طور پر پائے جاتے ہیں۔

۲۔محسنہ: یعنی ان صفات کی وجہ سے حروف حسین نظر آتے ہیں۔

۳۔مزینہ: یعنی ان صفات کی وجہ سے حروف کو زینت بخشی جاتی ہے۔

۴۔محلیہ: یعنی یہ صفات حروف کو خاص حالتوں میں پیش آجاتے ہیں۔ یا بمعنی زیور کے ہے چونکہ یہ صفات حروف کو زیور پہنانے کے مانند ہے۔

صفات لازمہ کی تعداد میں قرآء کا اختلاف

صفات لازمہ کی تعداد میں قرآء کے پانچ مذاہب ہیں:

۱. علامہ ابو محمد مکیؒ	۲. علامہ جزریؒ	۳. علامہ شاطبیؒ
۴. علامہ جزریؒ	۵. علامہ محمد ابراھیم المارغنیؒ	

۱۔علامہ ابو محمد مکیؒ کے نزدیک صفات لازمہ ۴۴ ہیں۔ الرعایہ میں

۲۔علامہ جزریؒ کے نزدیک التمہید کی کتاب میں صفات لازمہ ۳۴ ہیں۔

۳۔علامہ جزریؒ کے نزدیک طیبہ النشر اور مقدمۃ الجزری میں صفات لازمہ ۱۷ ہیں اور مختار بھی یہی ہے۔

۴۔علامہ شاطبیؒ کے نزدیک شاطبیہ کی کتاب میں صفات لازمہ ۱۶ ہیں۔

۵۔علامہ محمد ابراہیم المازغنیؒ کے نزدیک صفات لازمہ ۱۴ ہیں۔ النجوم الطوالع میں

صفات لازمہ کی تعریف: یہ صفات حروف میں لازمی طور پر پائے جاتے ہیں اگر یہ صفات ادا نہ ہو جائے یا تو حرف تبدیل ہو جائے گا یا حرف میں کمی بیشی آجائے گی۔

علامہ جزری کے قول کے مطابق جمال القرآن میں ۱۷ صفات لازمہ بیان کیے گئے ہیں۔

یہ صفات لازمہ دو قسم پر ہیں:۔

۱. صفات لازمہ متضادہ	۲. صفات لازمہ غیر متضادہ

۱۔صفات لازمہ متضادہ سے مراد یعنی جن صفات کا آپس میں ضد ہو جیسے ہمس، جہر وغیرہ

۲۔صفات لازمہ غیر متضادہ سے مراد یعنی جن صفات کا آپس میں ضد نہ ہو جیسے صفیر، قلقلہ، لین وغیرہ

صفات لازمه متضاده دس (۱۰)هیں:

۱.همس ۲.جهر، ۳.شدت ۴.رخوت اورتوسط

۵.استعلاء ۶.استفال ۷.اطباق ۸.انفتاح

۹.اذلاق ۱۰.اصمات

صفات لازمه غیرمتضادہ سات(۷) هیں.

۱.صفیر ۲.قلقله ۳.لین ۴.انحراف

۵.تکریر ۶.تفشی ۷.استطالت

﴿صفات لازمہ متضادہ کی تفصیل﴾

نمبر ۱:.همس:. ہمس کی لغوی معنی پستی اورضعف ہے۔جن حروف میں یہ صفات پائی جائے ان کومہوسہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز مخرج میں ایسی ضعف کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس جاری رہے اور آواز میں ایک قسم کی پستی ہو۔ایسے حروف دس ہیں۔جن کا مجموعہ ہے:فَحَثَّهُ ،شَخْصٌ، سَكَتُ

نمبر۲:جہر:جہر کی لغوی معنی بلندی کے ہے۔جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کومجہورہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت آواز مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس بند ہو جائے اور آواز میں ایک قسم کی بلندی ہواور مہموسی کے سوا باقی سب حروف مجہورہ ہیں۔ہمس اور جہر دونوں صفتیں ایک دوسرے کے مقابل (ضد) ہیں۔

نمبر۳:شدت:شدت کی لغوی معنی سختی اورقوت کے ہے۔جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کوشدیدہ کہتے ہیں۔مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کی مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز بند ہو جائے اور آواز میں ایک قسم

کی سختی ہوایسے حروف آٹھ ہیں، جن کا مجموعہ ہے: اَجِدْکَ ،قَطَبْتَ

نمبر۴:۔رخوت: رخوت کی لغوی معنی نرمی کے ہے۔جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو رخوہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز جاری رہے اور آواز میں ایک قسم کی نرمی ہو اور شدیدہ اور متوسطہ کے سوا باقی سب حروف رخوہ ہے اور متوسطہ کا بیان ابھی آتا ہے۔

ہمس اور جہر کی طرح شدت اور رخوت بھی دونوں صفتیں ایک دوسرے کے مقابل (ضد) ہیں۔اور ان دونوں کے درمیان ایک صفت توسط ہے۔

توسط: توسط کی لغوی معنی درمیان کے ہے۔جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو متوسط اور بینہ کہتے ہیں۔اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف میں آواز نہ تو پوری طرح جاری رہتی ہے اور نہ پوری طرح بند ہو جاتی ہے، ایسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ ہے لِنْ عُمَرُ

س:۔ یہاں پر ایک شبہ ہے وہ یہ کہ حرف تاء اور کاف کو ہمس میں بھی شمار کیا ہے اور شدت میں بھی؟

ج:۔صفات کی دو درجے ہیں۔ایک قوی اور دوسرا ضعیف ،ضروری بات یہ ہے کہ جو چیز قوی ہو ترجیح اس کو دی جاتی ہے۔یعنی پہلی بات قوی کی مانی جائے گی پھر ضعیف کی مانی جائے گی۔اب یہاں پر شدت قوی ہے اور ہمس ضعیف ہے۔شدت کی وجہ سے تو آواز کو قوت کے ساتھ بند کیا لیکن صفت ہمس کی وجہ سے سانس کو جاری رکھا لیکن یہاں سانس کی جاری ہونے میں یہ احتیاط ضرور ہونا چاہیے کہ آواز جاری نہ ہو جائے۔یعنی کاف میں ھاء کی آواز نہ آجائے اور تاء میں ثاء ،اور س کی آواز نہ آجائے۔بالکل احتیاط سے سانس جاری کرنا چاہیے۔

نمبر۵:۔استعلاء: استعلاء کی لغوی معنی بلندی کی طرف اٹھنا۔جن حروف میں یہ صفت پائی جائے اس کو مستعلیہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت ہمیشہ زبان کی جڑ اوپر تالو کی طرف اٹھ جاتی ہے۔جس کی وجہ سے یہ حروف موٹے پڑھے جاتے

ہیں اور ایسے حُروف سات ہیں۔ جن کا مجموعہ ہے۔ خُصَّ ،ضَغْطٍ ،قِظْ

نمبر۶:۔استفال: استفال کی لغوی معنی نیچے رہنا جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مستفلہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کی جڑ اوپر تالو کی طرف نہیں اٹھتی۔ جس کی وجہ سے یہ حروف باریک پڑھے جاتے ہیں اور مستعلیہ کے سوا باقی سب حروف مستفلہ ہیں اور مستعلیہ اور مستفلہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل (ضد) ہیں۔

نمبر۷:۔اطباق: اطباق کی لغوی معنی لپٹ جانا، مل جانا، جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مطبقہ

کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کا بیچ اوپر تالو سے ملصق ہو جاتا ہے یعنی لپٹ جاتا ہے اور ایسے حروف چار ہیں۔ ص، ض، ط، ظ

نمبر۸:۔انفتاح: انفتاح کی لغوی معنی جدا رہنا جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو منفتحہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کی بیچ اوپر کے تالو سے جدا رہتا ہے۔ خواہ زبان کی جڑ لگ بھی جائے جیسے قاف، غ، خا، میں لگتی ہے، خواہ نہ لگے اور مطبقہ کے سوا باقی سب حروف منفتحہ ہیں۔ اطباق اور انفتاح دونوں ایک دوسرے کے مقابل (ضد) ہیں۔

نمبر۹:۔اذلاق: اذلاق کی لغوی منی کنارہ اور پھسلنے کے ہے۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مذلقہ کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ یہ حروف اپنے مخرج سے بہت سہولت اور جلدی سے ادا ہوتے ہیں۔ ایسے حرف چھ ہیں جن کا مجموعہ ہے: فَرَّ ،مِنْ ،لُبِّ

نمبر۱۰:۔اصمات: اصمات کی لغوی معنی مضبوطی اور جماؤ، جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مصمتہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ یہ حروف اپنے مخرج سے بہت مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ ادا ہوتے ہیں اور مذلقہ کے سوا باقی سب حروف مصمتہ ہیں۔ اور مذلقہ اور مصمتہ

دونوں صفات ایک دوسرے کے مقابل (ضد) ہے۔

ان دس صفات کو صفات لازمہ متضادہ کہتے ہیں، کیوں کہ یہ ایک دوسرے کی ضد یعنی مقابل ہیں۔ آگے جو صفات ذکر کئے جاتے ہیں۔ان کو صفات لازمہ غیر متضادہ کہتے ہیں۔اور جاننا چاہیے کہ صفات لازمہ متضادہ سے تو کوئی حرف بچا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ جتنے بھی حروف ہے ہر حرف پر مقابل صفتوں میں سے کوئی نہ کوئی صفت ضرور صادق آئے گی، اور صفات لازمہ غیر متضادہ بعض حروف میں آتے ہیں اور بعض حروف میں نہیں آتے ہیں۔

صفات لازمہ غیر متضادہ یہ ہے:

نمبر۱:۔ صفیر: صفیر کی لغوی معنی سیٹی جیسی آواز۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو صفیر یہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت ایک تیز آواز مثل سیٹی کے نکلتی ہے۔ ایسے حروف تین ہیں۔ ص، ز، س،

نمبر۲:۔ قلقلہ: قلقلہ کی لغوی معنی جنبش دینا، حرکت دینا۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو قلقلہ، مقلقلہ، ملقلقہ اور لقلقہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ حالت سکون میں ان کو ادا کرتے وقت مخرج کو حرکت دی جاتی ہے۔ ایسے حروف پانچ ہیں۔ جن کا مجموعہ ہے: قُطْبُ جَدٍّ

قلقلہ کی تین اقسام ہیں۔

۱ .قلقلہ صغیرہ یاقلقلہ ضعیف ۲ .قلقلہ کبیرہ یاقلقلہ قوی ۳ .قلقلہ اکبر یاقلقلہ اقوی

۱)۔ قلقلہ صغیرہ: کلمے کے درمیان میں حروف قلقلہ میں سے ساکن حرف آجائے جیسے يَقْدِرُ

۲)۔ قلقلہ کبیرہ: کلمے کے آخر میں حروف قلقلہ میں سے وقفاً کوئی حرف ساکن آجائے جیسے لَمْ يَلِدْ

۳)۔ قلقلہ اکبر: کلمے کے آخر میں حروف قلقلہ میں سے وقفاً کوئی حرف ساکن مشدد آجائے جیسے بِالْحَقِّ

نمبر۳: لین: لین کی معنی نرمی کرنا، جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو حروف لینیہ کہتے

ہیں۔مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کو اپنے مخرج سے ایسے نرمی کے ساتھ ادا کئے جائے کہ اگر کوئی ان پر مد کرنا چاہیے تو کر سکے اور ایسے حروف دو ہے۔واو ساکن اور یا ساکن جب ان سے پہلے والے حرف پر فتحہ یعنی زبر ہو جیسے خَوْفٍ،وَالصَّیْفِ

نمبر۴:۔انحراف:انحراف کی لغوی معنی مائل ہونا،میلان پانا۔جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو کومنحرفہ کہتے ہیں اور وہ دو حروف ہیں۔لام،راء مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ لام کو ادا کرتے وقت زبان کا کنارہ راء کے مخرج کی طرف میلان کرتا ہے اور راء کو ادا کرتے وقت زبان کا کنارہ لام کے مخرج کی طرف میلان کرتا ہے۔

نمبر۵:۔تکریر:تکریر کی لغوی معنی بار بار پڑھنا،دوہرانا۔اور یہ صفت صرف راء میں پائی جاتی ہے۔مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ راء کو ادا کرنے کے وقت زبان میں رعشہ یعنی لرزہ طاری ہوتا ہے۔جس کی وجہ سے آواز میں تکرار کی مشابہت ہو جاتی ہے۔مطلب یہ نہیں ہے کہ اس میں تکرار ظاہر کی جائے بلکہ اس سے بچنا چاہیے۔اگر چہ اس پر تشدید بھی ہو۔کیوں کہ وہ پھر بھی ایک حرف ہے کئی حروف تو نہیں ہے۔(ادائیگی کے لحاظ سے ایک حرف ہے)

تکرار کی تین قسمیں ہیں۔

۱)تکرار حقیقی ۲)عدم تکرار ۳)مشابہت تکرار

۱)تکرار حقیقی:تکرار حقیقی سے مراد بار بار پڑھنا۔

۲)عدم تکرار:عدم تکرار سے مراد یعنی تکرار کو بالکل ادا نہ کرنا جیسے چھوٹے بچے راء کو ادا نہیں کر سکتے۔

۳)مشابہت تکرار:مشابہت تکرار سے مراد یعنی تکرار کو ظاہر نہ کرنا،بلکہ ظاہر کرنے سے بچنا چاہیے۔اس کتاب میں تکرار سے مراد مشابہت تکرار ہے۔

نمبر۶:۔تفشی:تفشی کی لغوی معنی پھیل جانا۔اور یہ صفت صرف 'ش' میں پائی جاتی ہے،مطلب اس

صفت کا یہ ہے کہ اس کو ادا کرنے کے وقت آواز میں منہ پھیل جاتی ہے۔

نمبر ۷:۔استطالت :استطالت کی لغوی معنی لمبا کرنا،طویل کرنا۔یہ صفت صرف 'ض' میں پائی جاتی ہے۔مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ اس کو ادا کرنے میں شروع مخرج سے لے کر آخر تک یعنی حافہ زبان کے شروع سے حافہ زبان کے آخر تک آواز کو امتداد رہتا ہے۔یعنی اس کا مخرج جتنا طویل ہے،پورے مخرج میں آواز جاری رہنے سے آواز بھی طویل ہو جاتی ہے۔

صفات لازمہ غیر متضادہ چودہ حروف میں پائی جاتی ہے۔

۱.ب ۲.د ۳.ر ۴.ز ۵.ش ۶.ص

۷.ض ۸.ج ۹.ط ۱۰ اس ۱۱.ق ۱۲.واو

۱۳.ل ۱۴.ی (رادو جگہ آتی ہے)

صفات لازمہ غیر متضادہ کو اس لیے غیر متضادہ کہتے ہیں کہ اس کی ضد کا کوئی نام نہیں ہے۔ظاہر طور پر سمجھا جاتا ہے کہ جن حروف میں ان صفات میں سے کوئی صفت ہو تو ان کے علاوہ دیگر حروف میں وہ صفت نہ ہوگا مثلاً 'واؤ' اور 'ی' میں لین ہے ان کے علاوہ تمام حروف میں عدم لین ہے۔چونکہ اس عدم لین کا کوئی مستقل نام نہیں ہے۔ضد تب ہوگا کہ جب ضد کا نام موجود ہو جس طرح صفات لازمہ متضادہ میں ضد کا مستقل نام ہوتا ہے۔

ان صفات لازمہ میں سے بعض صفات قوی اور بعض ضعیف ہیں:

نمبر ۱:قوی صفات:

۱۔جہر ۲۔شدت ۳۔استعلاء ۴۔اطباق

۵۔اصمات ۶۔صفیر ۷۔قلقلہ ۸۔انحراف

۹۔تکریر ۱۰۔تفشی ۱۱۔استطالت

نمبر۲:ضعیف صفات:

۱۔ہمس ۲۔رخوت ۳۔استفال ۴۔انفتاح

۵۔اذلاق ۶۔لین

توسط:۔توسط قوت اور ضعف کے اعتبار سے متوسط ہے یعنی گیارہ صفات قوی ہیں اور چھ صفات ضعیف ہیں۔

صفات کے قوی اور ضعیف ہونے کے اعتبار سے حروف کے پانچ اقسام ہیں۔

۱۔قوی حروف ۲۔اقوی حروف ۳۔متوسط حروف

۴۔ضعیف حروف ۵۔اضعف حروف

۱۔قوی حروف پانچ ہیں :۱۔ج ۲۔د ۳۔ص ۴۔غ ۵۔ء

۲۔اقوی حروف چار ہیں: ۱۔ب ۲۔ر ۳۔ز ۴۔ع

۳۔متوسط حروف چار ہیں: ۱۔ب ۲۔ر ۳۔ز ۴۔ع

۴۔ضعیف حروف بارہ ہیں: ۱ت ۲خ ۳ذ ۴س ۵ش ۶ل

۷۔ل ۸۔ک ۹۔م ۱۰۔ن ۱۱۔و ۱۲۔ی

۵۔اضعف حروف چار ہیں: ۱۔ث ۲۔ح ۳۔ف ۴۔ھ

ٹوٹل حرف ۲۹ ہیں۔

باعتبار صفات حروف کے انیس القاب ہیں۔

۱.مهموسه ۲.مجهوره ۳.شديده ۴.رخوه

۵.متوسطه ۶.مستعليه ۷.مستفله ۸.مطبقه

۹.منفتحه ۱۰.مذلقه ۱۱.مصمة ۱۲.صفيريه

۱۳.مقلقله ۱۴.منحرفه ۱۵.لينيه ۱۶.مكرره

۱۷. متفشیه ۱۸. مستطلہ ۱۹. غنہ

نقشہ مخارج الحروف

نمبر شمار	اسماء الحروف	مخارج	لقب
۱	الف	منہ کے اندر کا خلا اس سے الف ادا ہوتا ہے	جوفیہ
۲	ب	دونوں ہونٹوں کے تری والے حصے سے ادا ہوتا ہے	شفویہ
۳	ت	زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ سے ادا ہوتا ہے۔	نطعیہ
۴	ث	زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا سرا	لثویہ
۵	ج	وسط زبان اور اس کے مقابل اوپر کا تالو	شجریہ
۶	ح	حلق کا درمیان والا حصہ	حلقیہ
۷	خ	حلق کا وہ حصہ جو منہ کی طرف والا ہے	حلقیہ
۸	د	زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ	نطعیہ
۹	ذ	زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا سرا	لثویہ
۱۰	ر	نون کے مخرج کے قریب ہے مگر اس میں پشت کا دخل ہے	طرفیہ
۱۱	ز	زبان کا سرا اور ثنایا سفلیٰ کا کنارہ مع کچھ اتصال ثنایا علیا کے	صفیریہ
۱۲	س	زبان کا سرا اور ثنایا سفلیٰ کا کنارہ مع کچھ اتصال ثنایا علیا کے	صفیریہ
۱۳	ش	وسط زبان اور اس کے مقابل اوپر کا تالو	شجریہ
۱۴	ص	زبان کا سرا اور ثنایا سفلیٰ کا کنارہ مع کچھ اتصال ثنایا علیا کے	صفیریہ
۱۵	ض	حافہ لسان یعنی زبان کی کروٹ اوپر کی داڑھوں کی جڑ سے	حافیہ
۱۶	ط	زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ	نطعیہ

۱۷	ظ	زبان کی نوک ثنایا علیا کا سرا	لثویہ
۱۸	ع	حلق کے درمیان والا حصہ	حلقیہ
۱۹	غ	حلق کا وہ حصہ جو منہ کی طرف والا ہے	حلقیہ
۲۰	ف	نیچے ہونٹ کا شکم ثنایا علیا کا کنارہ	شفویہ
۲۱	ق	کوے کی متصل زبان کی جڑ اوپر کے تالو سے ٹکر کھائے	لہاتیہ
۲۲	ک	ق کے مخرج کے متصل منہ کی جانب ذرا نیچے ہٹ کر	لہاتیہ
۲۳	ل	زبان کا کنارہ مع کچھ حصہ خافہ جب ثنایا رباعی انیاب اور ضواحک کے مسوڑھوں سے لگ جائے	طرفیہ
۲۴	م	دونوں ہونٹوں کے خشکی والے حصے سے ادا ہوتا ہے	شفویہ
۲۵	ن	زبان کا کنارہ ہے مگر لام کے مخرج سے کم ہوکر (ضواحک) کو اس میں داخل نہیں	طرفیہ
۲۶	و	دونوں ہونٹوں کے ناتمام ملنے سے ادا ہوتا ہے	شفویہ
۲۷	ھ	اقصیٰ حلق سے	حلقیہ
۲۸	ء	اقصیٰ حلق سے	حلقیہ
۲۹	ی	وسط زبان اور اس کے مقابل اوپر کا تالو	شجریہ

صفات لازمہ متضادہ					صفات لازمہ غیر متضادہ			
							تعداد	درجہ
جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	مدیت	x	۶	توسط
جہر	شدت	استفال	انفتاح	اذلاق	قلقلہ	x	۶	توسط
ہمس	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	x	x	۵	ضعیف

ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	x	x	۵	اضعف
جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	قلقلہ	x	۶	قوی
ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	x	x	۵	اضعف
ہمس	رخوت	استعلاء	انفتاح	اصمات	x	x	۵	ضعیف
جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	قلقلہ	x	۶	قوی
جہر	رخوت	استفال	انفتاح		x	x	۵	ضعیف
جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	انحراف	تکریر	۷	توسط
جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	صفیر	x	۶	توسط
ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	صفیر	x	۶	ضعیف
ہمس	رخوت	استفال	اطباق	اصمات	تفشی	x	۶	ضعیف
ہمس	رخوت	استعلاء	اطباق	اصمات	صفیر	x	۶	قوی
جہر	رخوت	استعلاء	اطباق	اصمات	استطالت	x	۶	اقوی
جہر	شدت	استعلاء	اطباق	اصمات	قلقلہ	x	۶	اقوی
جہر	رخوت	استعلاء	اطباق	اصمات	x	x	۵	اقوی
جہر	توسط	استفال	انفتاح	اصمات	x	x	۵	توسط
جہر	رخوت	استعلاء	انفتاح	اصمات	x	x	۵	قوی
ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اذلاق	x	x	۵	اضعف
جہر	شدت	استعلاء	انفتاح	اصمات	قلقلہ	x	۶	اقوی
ہمس	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	x	x	۵	ضعیف

جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	انحراف	X	٦	ضعیف
جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	غنہ	X	٦	ضعیف
جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	غنہ	X	٦	ضعیف
جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	لین	X	٦	ضعیف
ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	X	X	۵	اضعف
جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	X	X	۵	قوی
جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	لین	X	٦	ضعیف

☆☆☆☆☆

چھٹا لمحہ چھٹی روشنی

صفات عارضہ کے بیان میں

س: صفات عارضہ کی تعریف کریں؟

ج: یہ صفات حروف میں عارضی طور پر پائے جاتے ہیں۔ کبھی ہوتے ہیں کبھی نہیں ہوتے۔ اگر یہ صفات ادا نہ کیا جائے تو حرف وہی رہے گا لیکن اس کی حسن و زینت ختم ہو جاتی ہے۔

صفات لازمہ اور عارضہ میں پانچ فرق ہیں:

۱۔ صفات لازمہ حروف میں ہر وقت پائے جاتے ہیں اور صفات عارضہ حروف میں ہر وقت نہیں پائے جاتے۔ کبھی ہوتے ہیں اور کبھی نہیں ہوتے۔

۲۔ صفات لازمہ کسی سبب پر موقوف نہیں ہوتے اور صفات عارضہ کسی سبب پر موقوف ہوتے ہیں۔

۳۔ صفات لازمہ میں غلطی کرنا لحن جلی اور حرام ہے اور صفات عارضہ میں غلطی کرنا لحن خفی اور مکروہ ہے۔

۴۔صفات لازمہ ادانہ ہونے کی صورت میں حرف تبدیل یا ناقص ہوگی اور صفات عارضہ ادانہ ہونے کی صورت میں حرف تو وہی رہے گا لیکن اس کی حسن وزینت ختم ہو جاتی ہے۔

۵۔صفات لازمہ ہر حرف میں پائے جاتے ہیں۔اور صفات عارضہ ہر حرف میں نہیں پائے جاتے بلکہ بعض حروف میں پائے جاتے ہیں اور بعض میں نہیں پائے جاتے۔

صفات عارضہ کے چار نام ہیں:

ا۔صفات عارضہ	۲۔صفات محسنہ
۳۔صفات مزینہ	۴۔صفات محلیہ

صفات عارضہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱.تفخیم	۲.ترقیق	۳.ادغام	۴.اخفاء
۵.اقلاب	۶.اظهار	۷.غنه	۸.هائے ضمير
۹.تسهيل	۱۰.ابدال	۱۱.خذف	۱۲.مدفرعی
۱۳.اجتماع ساكين	۱۴.وقف	۱۵.سكته	

صفات عارضہ آٹھ حروف میں پائے جاتے ہیں جن کا مجموعہ اَذیَرُ مَلَان اُدُیَرُ مَلَان

صفات عارضہ ان آٹھ حروف میں تین طریقوں سے پائے جاتے ہیں۔

ا۔صفات عارضہ بالصفت :۲۔صفات عارضہ بالحرف ۳۔صفات عارضہ بالوقف

نمبرا:۔صفات عارضہ بالصفت :یہ کبھی کبھی صفات لازمہ کی وجہ سے پائے جاتے ہیں جیسے را میں تفخیم کی صورت میں استعلاء آتی ہے۔اور اسی استعلاء کی وجہ سے زبان کی جڑ اوپر اٹھتی ہے اور استفال کی وجہ سے زبان نیچے رہتا ہے۔یہ صفات استعلاء اور استفال لازمی صفات ہے اور یہ زبان کا اوپر اٹھنا اور نیچے رہنا یہ عارضی صفت ہیں۔

نمبر۲:۔صفات عارضہ بالحرف :یہ کبھی کبھی دوسرے حروف کے آنے کی وجہ سے پائے جاتے

مرسوم: قاعدہ جس پر عمل کیا جائے۔ جس کا رواج ہو۔

ہیں۔ جیسے نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف حلقی آجائے تو اظہار ہوگا۔ جیسے مِنْ خَوْفٍ ،سَمِیْعٌ ،عَلِیْمٌ اسی طرح ادغام اقلاب اور اخفاء کے حروف آجائے جیسے مَنْ یَّقُوْلُ ،مِنْم بَعْد ،مِنْ جُوْعٍ وغیرہ

نمبر۳: صفات عارضہ بالوقف: یہ کبھی کبھی وقف کی وجہ سے پائے جاتے ہیں۔ جیسے وقف بالاسکان، وقف بالاشمام، وقف بالروم وغیرہ۔

نون ساکن اور نون تنوین میں چار فرق ہیں:

۱۔ نون ساکن مرسوم ہوتا ہے اور نون تنوین مرسوم نہیں ہوتا لیکن اس سے دو کلمات مستثنیٰ ہیں۔ لَنَسْفَعاً ،وَلَیَکُوْناً اور نون تنوین سے صرف ایک کلمہ میں مستثنیٰ ہے۔ وَکَاَیِّنْ

۲۔ نون ساکن وصلاً اور وقفاً دونوں حالتوں میں پڑھا جاتا ہے اور نون تنوین صرف وصلاً پڑھا جاتا ہے۔ وقفاً نہیں پڑھا جاتا۔

۳۔ نون ساکن کلمے کے درمیان اور آخر میں آسکتا ہے اور نون تنوین صرف کلمے کے آخر میں آسکتا ہے۔

۴۔ نون ساکن اسم فعل اور حرف تینوں پر داخل ہوسکتا ہے اور نون تنوین صرف اسم کے آخر میں داخل ہوتا ہے۔

﴿ساتواں لمعہ ساتویں روشنی﴾

لام کے قاعدوں میں

لام کے تین اقسام ہیں:

۱۔ لفظ اللہ کا لام: ۲ لام تعریف ۳۔ عام لام

لفظ اللہ کے لام کی دو حالتیں ہیں۔ ۱۔ تفخیم ۲۔ ترقیق

تفخیم کی دو حالتیں ہیں: ۱۔ تفخیم لازمی ۲۔ تفخیم عارضی

۱۔ تفخیم لازمی: یعنی جب کسی حرف میں تفخیم لازمی طور پر پائی جائے جیسا کہ خُصَّ ضَغطٍ قظْ یعنی ان

سات حروف مستعلیہ میں تفخیم لازمی ہیں۔

۲۔تفخیم عارضی: یعنی جب کسی حرف میں تفخیم عارضی طور پر پائی جائے جیسا کہ الف، لام اور راء میں یعنی ان تین شبہ مستعلیہ حروف میں تفخیم عارضی ہیں۔

ترقیق کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ترقیق لازمی ۲۔ترقیق عارضی

۱۔ترقیق لازمی: یعنی جب کسی حرف میں ترقیق لازمی طور پر پائی جائے، مستعلیہ اور شبہ مستعلیہ کے علاوہ باقی انیس حروف میں ترقیق لازمی پائی جاتی ہے۔

۲۔ترقیق عارضی: یعنی جب کسی حرف میں ترقیق عارضی طور پر پائی جائے جیسا کہ الف، لام اور را یعنی ان شبہ مستعلیہ حروف میں ترقیق عارضی پائی جاتی ہے۔

س: لام میں تفخیم اصل ہے یا ترقیق؟

ج: لام میں ترقیق اصل ہے کیوں کہ ترقیق والا لام قرآن مجید میں زیادہ پایا گیا ہے۔

عام لام اور لام تعریف دونوں ہروقت باریک پڑھے جاتے ہیں۔ اور لفظ اللہ کا لام کبھی پر اور کبھی باریک پڑھا جاتا ہے یعنی جب لفظ اللہ کے لام سے پہلے زبر یا پیش ہو تو پُر پڑھا جائے گا اور اگر لفظ اللہ کے لام سے پہلے زیر ہو تو باریک پڑھا جائے گا۔ جیسے اَرَادَ اللّٰہُ ۔ رَفَعَہُ اللّٰہ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ

اور اَللّٰھُمَّ میں بھی یہی قاعدہ ہے۔ یہ اصل میں یا اللہ تھا۔ یا حرف ندا کو حذف کر دیا گیا۔ یا کی جگہ پر اللہ کے آخر میں میم مشدد لگا دیا۔ اَللّٰھُمَّ بن گیا۔ پھر اگر اس سے پہلے حرف پر زبر یا پیش ہو تو پُر پڑھا جائے گا۔ جیسا کہ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ ، قَالُوا اللّٰھُمَّ

اور اگر اس سے پہلے حرف پر زیر ہو تو باریک پڑھا جائے گا۔ جیسا کہ قُلِ اللّٰھُمَّ

آٹھواں لمعہ آٹھویں روشنی

(راء کے قاعدوں میں)

راء کی دو حالتیں ہیں: ۱۔تفخیم ۲۔ترقیق

تفخیم کی بارہ حالتیں ہیں اور ترقیق کی سات حالتیں ہیں:

پُر پڑھنا یا تفخیم کی بارہ حالتیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ راء مفتوحہ غیر مشددہ جیسے رَبُّکَ
۲۔ راء مضمومہ غیر مشددہ جیسے رُبَمَا
۳۔ راء مفتوحہ مشددہ جیسے سِرًّا
۴۔ راء مضمومہ مشددہ جیسے مَرُّوْا
۵۔ راء ساکن ماقبل مفتوح جیسے بَرْقٌ
۶۔ راء ساکن ماقبل مضموم جیسے یُرْزَقُوْن

۷۔ راء ساکن ماقبل ساکن ماقبل مفتوح جیسے اَلْفَجْرْ

۸۔ راء ساکن ماقبل ساکن ماقبل مضموم جیسے اَلْعُسْرْ

۹۔ راء ساکن ماقبل کسرہ عارضی جیسے اِرْجِعِیْ

۱۰۔ راء ساکن ماقبل کسرہ منفصلہ جیسے رَبِّ ارْجَعُوْن

۱۱۔ راء ساکن ماقبل کسرہ مابعد حروف مستعلیہ متصلہ جیسے ارصاد، مرصاد، قرطاس، فرقۃ

پورے قرآن مجید میں یہی چار کلمات پائے جاتے ہیں۔

۱۲۔ راء مرامہ مضمومہ یعنی جس راء پر وقف بالروم کر دیا جائے اور راء مضموم ہو جیسے اَیْنَ الْمَفَرُ، قَدِیْرٌ

ترقیق کی سات حالتیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ راء مکسورہ غیر مشددہ جیسے رِجال
۲۔ راء مکسورہ مشددہ جیسے الرِّجَالُ

۳۔ راء ساکن ماقبل مکسور جیسے فرعون۔ لیکن ایسی راء کو باریک پڑھنے کے لیے تین شرائط ہیں۔

۱۔ ماقبل کسرہ عارضی نہ ہو ۲۔ ماقبل کسرہ منفصلہ نہ ہو ۳۔ مابعد حروف مستعلیہ متصلہ نہ ہو

۴۔ راء ساکن ماقبل ساکن ماقبل مکسور جیسے ذِی الذِّکْرُ

۵۔ راء ساکن ماقبل یائے ساکنہ جیسے خَیْرُ، قَدِیْرُ

۶۔ راء ممالہ یعنی جس راء میں آمالہ ہو۔ جیسے مَجْرٖھَا

۷۔ راء مرامہ مکسورہ یعنی جس راء پر وقف بالروم ہوتا ہو اور راء مکسورہ ہو۔ جیسے وَالْفَجْرِ

خلف کے بارے میں

خلف کے معنی حائلین ہیں، یعنی دونوں طرح پڑھنا جائز ہو۔

قرآن مجید میں تین کلموں میں خلف مشہور ہیں۔ ۱. كُلُّ فِرْقٍ ۲. مِصْرَ ۳. عَيْنَ الْقِطْرِ

۱. كُلُّ فِرْقٍ: میں وقفاً اور وصلاً خلف ہے۔ یہاں قاعدے کے مطابق راء پُر پڑھنی چاہیے کیوں کہ راء ساکن ماقبل مکسور مابعد حروف مستعلیہ متصلہ ہے، مگر جس حرف مستعلیہ یعنی قاف کی وجہ سے راء پر پڑھی جاتی ہے وہ حرف مستعلیہ یعنی قاف خود مکسور ہے اور کسرہ ایک ضعیف حرکت ہے۔ جس حرف کے نیچے آجائے تو اس حرف کو بھی ضعیف یعنی باریک کر دیتے ہے اس لیے اس کو باریک اور پُر دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

۲۔مِصْرَ ۳۔عَيْنَ الْقِطْرِ: میں خلف وقفاً ہے وصلاً نہیں۔

۱۔ جو حضرات کہتے ہیں کہ باریک ہے وہ اپنے قاعدے کے مطابق صحیح کہتے ہیں۔ کہ راء ساکن ماقبل ساکن ماقبل مکسور تو لہٰذا باریک پڑھنا جائز ہے۔

۲۔ جو حضرات کہتے ہیں کہ پُر ہے وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جس طرح راء ساکن مابعد حرف مستعلیہ کی وجہ سے راء پُر پڑھا جاتا ہے، تو اگر راء ساکن ماقبل حرف مستعلیہ آجائے تو بھی راء پُر پڑھنا جائز ہے۔ لہٰذا علامہ جزریؒ ان کے درمیان فیصلہ فرماتے ہیں کہ راء کو وقف میں بھی اپنی حرکت کے مطابق پڑھی جائے گی۔ اگر راء مفتوحہ ہے تو راء پُر پڑھنا چاہیے اور اگر راء مکسور ہے تو راء کو باریک پڑھنا چاہئے۔ لہٰذا وقفاً مصر کو پڑا اور القطر کو باریک پڑھنا افضل اور بہتر ہے۔

(نوٹ) کسرہ ضعیف حرکت ہے۔ فتحہ خفیف حرکت ہے۔ ضمہ مضبوط یعنی ثقیل حرکت ہے۔

نواں لمعہ نویں روشنی

(میم ساکن اور مشدد کے قاعدوں میں)

میم ساکن اور مشدد کے چار حالتیں ہیں۔ ۱۔غنہ ۲۔ادغام ۳۔اخفاء ۴۔اظہار

قاعدہ نمبر۱:۔ غنہ کی لغوی معنی گھنگناہٹ، غنہ کی اصطلاحی معنی: ناک میں آواز لے جانا

۱۔غنہ زمانی: جب میم مشدد ہو تو اس میں ایک الف کی مقدار پر غنہ زمانی ہو جاتی ہے۔ جیسے مِمَّا ، لَمَّا

۲۔غنہ حرفی: یعنی جب نون اور میم مخفی ہو یا مدغم با ادغام ناقص ہو جیسے مِنْ جُوْعٍ ، وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ، مَنْ يَّقُوْلُ ، مِنْ وَّالٍ یہ غنہ حرف فرعی ہے۔

قاعدہ نمبر۲:۔ادغام: لغت میں ایک چیز کو دوسرے چیز میں داخل کرنا۔ اصطلاح میں حرف ساکن کو حرف متحرک میں ایسا داخل کرنا کہ وہ پڑھنے میں ایک مشدد حرف بن جائے، میم ساکن کے بعد جب میم متحرک آجائے تو ادغام صغیر مثلین ہوگا۔ جیسے اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ

(نوٹ) جو داخل ہوتا ہے اس کو مدغم اور جس میں داخل ہوتا ہے اس کو مدغم فیہ کہتے ہیں۔

قاعدہ نمبر۳:۔اخفاء: لغت میں چھپانے کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں ادغام اور اظہار کے درمیانی حالت کو اخفاء کہتے ہیں۔

اخفا شفوی: یعنی جب میم ساکن کے بعد حرف باء آجائے تو اخفاء شفوی ہوتا ہے۔ جیسے وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ اخفاء شفوی ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میم کے ادا کرنے کے وقت ہونٹوں کے خشکی والے حصے کو بہت نرمی کے ساتھ ملا کر غنہ کی آواز کو ایک الف کی مقدار میں بڑھا کر ہونٹوں کے کھولنے سے پہلے ہونٹوں کے تری والے حصے کو سختی کے ساتھ ملا کر باء ادا کرے۔

یہاں پر علامہ جزری کے طرق پر اظہار بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ میم منقلب نہ ہو۔ جیسے مِنْ بَعْدِ

قاعدہ نمبر۴:۔اظہار: اظہار کی لغوی معنی ہے ظاہر کرنا۔ یعنی جب میم ساکن کے بعد میم، باء اور الف کے علاوہ بقایا ۲۶ حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو اظہار ہوگا۔ اس اظہار کو اظہار شفوی کہتے ہیں۔ جیسے عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ، لَكُمْ فِي الْأَرْضِ

بوف کا قاعدہ

بوف سے مراد باء، واو اور ف ہیں۔ اس میں تین اقوال ہیں۔

۱۔ایک جماعت والے کہتے ہیں کہ جب میم ساکن کے بعد باء، واو اور فاء میں سے کوئی حرف آجائے

تو اخفاء ہوگا۔

۲۔ایک جماعت والے کہتے ہیں کہ جب میم ساکن کے بعد باء، واو اور فاء میں سے کوئی حرف آجائے تو اظہار ہوگا۔

۳۔ایک جماعت والے کہتے ہیں کہ جب میم ساکن کے بعد باء، واو اور فاء میں سے کوئی حرف آجائے تو حرکت ایک گنہ زیادہ ہوگی یعنی قلقلہ کی طرح ہوگی۔

اس میں پہلا اور تیسرا قول تو بالکل غلط ہے۔دوسرا قول درست ہے لیکن ضعیف ہے اس لیے کہ جب میم ساکن کے بعد واو آجائے تو اظہار ہوتا ہے۔جیسے عَلَيْهِمْ وَلاالضالين اور جب میم ساکن کے بعد فاء آجائے تو اظہار ہوتا ہے۔جیسے وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ اور جب میم ساکن کے بعد باء آجائے تو اخفاء ہوتا ہے جیسے وماهم بمؤمنين

لیکن علامہ جزریؒ کے طرق میں اخفاء کے ساتھ ساتھ اظہار بھی جائز ہے۔اسی وجہ سے یہ قول درست ہے لیکن غیر اولیٰ ہے۔یہاں پر شاطبیؒ کا طرق اولیٰ ہے اور جزریؒ کا طرق غیر اولیٰ ہے۔

﴿دسواں لمعہ دسویں روشنی﴾

نون ساکن و مشدد اور تنوین کے قاعدوں میں)

نون ساکن و مشدد اور تنوین کے پانچ حالتیں ہیں۔

۱۔غنہ ۲۔اظہار ۳۔ادغام ۴۔اقلاب ۵۔اخفاء

قاعدہ نمبر ۱:۔غنہ: غنہ کا بیان لمعہ نمبر ۴ مخرج نمبر ۱۷ میں گزر چکا ہے۔

قاعدہ نمبر ۲:۔اظہار: اظہار کی معنی ہے واضح کرنا۔ظاہر کرنا نون ساکن اور نون تنوین کے بعد اگر حروف حلقی میں سے کوئی حرف آجائے تو وہاں اظہار ہوگا۔جیسے مِنْ خَوْفٍ ،عَذَابٌ اَلِيْم

اظہار کی چار قسمیں ہیں:۔

۱۔اظہار حلقی ۲۔اظہار مطلق ۳۔اظہار شفوی ۴۔اظہار قمری

۱:اظہار حلقی: اظہار حلقی کی تعریف اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

۲:اظہار مطلق: مطلقاً اظہار کرنا۔ایسے کلمات پورے قرآن میں چار ہیں۔

۱.قِنْوَانٌ ۲.صِنْوَانٌ ۳.بُنْیَانٌ ۴.اَلدُّنْیَا

س: یہاں پر ایک شبہ ہے وہ یہ کہ ان چار کلمات میں بجائے ادغام کے اظہار کیوں کیا گیا ہے؟

ج: ان چار کلمات میں اظہار اسی وجہ سے ہے کہ کلمہ ایک ہے اور ادغام کے لیے شرط یہ ہے کہ کلمے دو ہو یعنی مدغم جدا کلمے میں ہو اور مدغم فیہ جدا کلمے میں ہو۔

۳:اظہار شفوی: اظہار شفوی لمعہ نمبر ۹ میں گزر چکا ہے وہاں دیکھ لیں۔

۴:اظہار قمری: جب لام تعریف کے بعد حروف قمری میں سے کوئی حرف آجائے تو اظہار قمری ہوگا جیسے غیر المغضوب

قاعدہ نمبر ۳۔ادغام :۔ ادغام کی لغوی معنی اور اصطلاحی معنی لمعہ نمبر ۹ میں گزر چکا ہے وہاں دیکھ لیں۔یعنی نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف یَرْمَلُوْنَ میں سے کوئی حرف آجائے تو وہاں ادغام ہوگا۔

ادغام کی اولاً دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ادغام کبیر ۲۔ادغام صغیر

۱۔ادغام کبیر کی تعریف: یعنی مدغم اور مدغم فیہ دونوں متحرک ہو اور مدغم کو ساکن کر کے مدغم فیہ میں داخل کریں۔

س: ادغام کبیر کو کبیر کیوں کہتے ہیں؟

ج: ادغام کبیر کو کبیر اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں عمل زیادہ ہوتا ہے یعنی مدغم کو پہلے ساکن کیا جاتا ہے پھر اس ادغام کیا جاتا ہے۔یا ادغام کبیر کو کبیر اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ قرآن مجید میں زیادہ پایا گیا ہے۔ اگر چہ روایت حفص ؒ میں صرف پانچ جگہ ہیں۔

جیسے تَاْمُرُوْنِّیْ ، اَتُحَآجُوْنِّیْ ، نِعِمَّا ، مَكَّنِّیْ ، تَاْمَنَّا

۲۔ادغام صغیر کی تعریف: یعنی مدغم ساکن ہو اور مدغم فیہ متحرک ہو تو مدغم کو مدغم فیہ میں داخل کرو۔

س: ادغام صغیر کو صغیر کیوں کہتے ہیں؟

ج: ادغام صغیر کو صغیر اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں عمل تھوڑا ہوتا ہے۔ یعنی مدغم پہلے سے ساکن ہوتا ہے۔ صرف اس کا ادغام کیا جاتا ہے۔ یا ادغام صغیر اس کو اسلئے کہا جاتا ہے کہ یہ قرآن مجید میں کم پایا گیا ہے۔ کیونکہ حرکت بہ نسبت سکون کے زیادہ آنے والی چیز ہے۔ (المرشد)

اسباب ادغام تین ہیں:۔

۱ .مثلین (تماثل)　　۲ .متجانسین (تجانس)　　۳ .متقاربین (تقارب)

۱۔ مثلین: یعنی ایک ہی حرف دو جگہ آ جائے جیسے مِنْ نَّصِرِیْنَ

۲۔ متجانسین: یعنی ایک ہی مخرج کے دو حرف آ جائے جیسے فَاصْفَحْ عَنْهُمْ

۳۔ متقاربین: یعنی قریب المخرج یا قریب الصفات حروف ایک جگہ آ جائے جیسے لَاتُــــزِغْ قُلُوْبَنَا

موانع ادغام یا شرائط ادغام تین ہیں:۔

۱۔ مدغم اور مدغم فیہ ایک کلمہ میں نہ ہو۔

۲۔ مدغم متحرک نہ ہو۔

۳۔ مدغم حرف مدہ نہ ہو۔

ادغام باعتبار کیفیت کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ادغام تام یعنی بلا غنہ　　۲۔ ادغام ناقص یعنی مع الغنہ

۱۔ ادغام تام۔ یعنی مدغم کا کوئی صفت باقی نہ رہے۔ جیسے مِن لَّدُنْهُ، مِن رَّبِّهِمْ

۲۔ادغام ناقص ۔یعنی مدغم کا کوئی صفت باقی رہے جیسے مَنْ یَّقُوْل ،مِنْ وَّالٍ

نون ساکن اور نون تنوین کے بعد جب حروف یَرْمَلُوْنَ میں سے کوئی حرف آجائے تو ادغام ہوگا۔

حرف یَرْمَلُوْنَ میں سے لام اور راء میں ادغام تام ہوتا ہے جیسے مِنْ لَّدُنْهُ مِنْ رَّبِّهِمْ اور یَنمو (یاء، نون ،میم اور واو) کے حروف میں ادغام ناقص ہوگا،نون کا نون میں ادغام مثلین کہلاتا ہے۔ مثلین کا ادغام ہر وقت تام ہوتا ہے۔جیسے مَنْ النَّصِرِیْن

نون کا واو میں ادغام ناقص ہوتا ہے۔جیسے مِنْ وَّالٍ،نون کا یاء میں ادغام ناقص ہوتا ہے۔جیسے مَنْ یَّقُوْلُ

نون کا میم میں ادغام مختلف فیہ ہوتا ہے۔مِنْ مَّا،مِمَّا

س:۔لام تعریف میں ادغام کب ہوتا ہے۔

ج:۔حروف دو قسم پر ہیں: ۱۔حروف قمری ۲۔حروف شمسی

۱۔حروف قمری کا مجموعہ یہ ہے:اِبغِ ،حَجَّکَ،وَخَفْ،عَقِیْمَہ ان کے علاوہ بقایا حروف شمسی ہیں۔قمر عربی زبان میں چاند کو کہتے ہیں۔اور شمس عربی زبان میں سورج کو کہتے ہیں۔اور یہاں پر لام تعریف کی مثال ستارے کی ہے۔اور حروف شمسی کی مثال سورج کی ہے۔اور حروف قمری کی مثال چاند کی ہے۔جس طرح چاند کی موجودگی میں ستارے نظر آتے ہیں۔اسی طرح جب لام تعریف کے بعد حروف قمری میں سے کوئی حرف آجائے تو لام تعریف کا اظہار ہوگا یعنی پڑھا جائے گا۔جیسے اَلْمَغْضُوْب ،اَلْحَمْدُلِلّٰہ

۲۔جب لام تعریف کے بعد حروف شمسی میں سے کوئی حرف آجائے تو لام تعریف نہیں پڑھا جائے گا۔یعنی پھر اس کا ادغام ہوگا جیسے وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا،وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِق وغیرہ

یعنی جس طرح دن کے وقت ستارے اپنی جگہ برقرار پر رہتے ہیں لیکن سورج کی روشنی اتنی طاقت ور اور تیزی سے ہوتی ہے کہ ستارے نظر نہیں آتے ۔اور رات کو چاند کی روشنی جتنا بھی تیز ہو لیکن پھر بھی ستارے نظر آتے ہیں۔یہی مثال حروف شمسی اور قمری کا ہے۔

قاعدہ نمبر۴:۔اقلاب :اقلاب کی لغوی معنی بدلنا،جب نون ساکن یا تنوین کے بعد حرف باء آجائے تو اقلاب ہوتا ہے۔یعنی نون ساکن یا تنوین چھوٹے میم سے بدل جاتا ہے۔جیسے مِنۢ بَعْدِ،سَمِيْعٌۢ بَصِيْر وغیرہ۔یہاں پر اقلاب کے ساتھ اخفاء بھی ہوتا ہے اور ادا کرنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو اخفاء شفوی کا تھا۔لمعہ نمبر۹،قاعدہ نمبر۳ میں دیکھ لیں۔

قاعدہ نمبر۵:اخفاء:۔(اخفاء حقیقی)اخفاء کی لغوی معنی اور اصطلاحی معنی لمعہ نمبر۹ میں گزر چکا ہے وہاں دیکھ لیں پس جب نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف حلقی اور حروف یرملون اور حرف باء اور الف کے علاوہ بقایا پندرہ حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو اخفاء حقیقی ہوگا جیسے مِنْ جُوْعٍ، كَاْسًا دِهَاقًا وغیرہ

گیارہ لمعہ گیارہویں روشنی

الف،واؤ اور یاء یعنی حروف مدہ اور حروف لینیہ کے قاعدوں میں

مد کی لغوی معنی:۔لمبا کرنا،کھینچنا،دراز کرنا،

مد کی اصطلاحی معنی:۔حروف علت میں سے کسی حرف پر آواز کو لمبا کرنا۔

محل مد پانچ حروف ہیں۔جن کو حروف علت بھی کہا جاتا ہے۔

۱.الف مدہ ۲.واؤ مدہ ۳.یائے مدہ ۴.واو لین ۵.یائے لین

کھڑا زبر،کھڑی زیر اور الٹا پیش بھی حروف مدہ میں داخل ہے اور دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

اسباب مد دو ہیں:۔ ۱۔ہمزہ ۲۔سکون،سکون میں تشدید بھی داخل ہے۔

مراتب مد تین ہیں:۔ ۱۔طول ۲۔توسط ۳۔قصر

مد کی اولاً دو قسمیں ہیں:۔۱۔مد اصلی ۲۔مد فرعی

۱۔مد اصلی کی تعریف:۔وہ مد جو کسی سبب پر موقوف نہ ہو جیسے وَمَا،اس کو مد ذاتی اور مد طبعی بھی کہتے

ہیں۔یعنی یہ حروف مدہ کی ذات کو برقرار رکھنے والا مد ہے اور مد طبعی اس لیے کہ یہ مد سلیم الطبع یعنی آدمی کی طبعیت کے مطابق ہے۔اور اس کو چھوڑنا حرام ہے۔(جواہر الفقیہ)

۲۔مد فرعی کی تعریف:۔وہ مد جو کسی سبب پر موقوف ہو جیسے اِنَّـآ اَعۡـطَـیۡـنٰـکَ اس کو مد زائد بھی کہتے ہیں۔

مد اصلی کی کوئی قسم نہیں ہے اور مد فرعی کی اجمالاً تین قسمیں ہیں اور تفصیلاً نو قسمیں ہیں:۔

مد فرعی کی اجمالاً تین قسمیں مندرجہ ذیل ہیں۔ا۔مد لازم ۲۔مد واجب ۳۔مد جائز

س:۔مد لازم کو لازم کیوں کہتے ہیں؟

ج:۔مد لازم کو لازم اس لیے کہتے ہیں کہ قراء عشرہ میں سے کسی قاری کے نزدیک اس میں طول سے کم مد جائز نہیں یعنی طول کے مقدار میں اس کا کھینچنا لازمی ہے۔جیسے وَالاالضَّـآلِیۡن اور طول کے مقدار میں دو اقوال ہیں۔ ا۔تین الف ۲۔پانچ الف

لیکن مد لازم کی یہ مقدار مد اصلی کے علاوہ ہے اور تین الف سے مراد دو حرکات ہے اور پانچ الف سے مراد ایک حرکت ہے۔

س:۔مد واجب کو واجب کیوں کہتے ہیں؟

ج:۔مد واجب کو واجب اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ قراء عشرہ میں کسی قاری کے نزدیک اس میں توسط سے کم مد جائز نہیں۔یعنی توسط کی مقدار میں اس کا کھینچنا واجب ہے۔اس کو مد متصل بھی کہتے ہیں۔یعنی حروف مدہ کے بعد ہمزہ متصل آیا ہو۔جیسے اُولٰٓئِکَ وغیرہ

اس مد کی مقدار توسط ہے اور توسط کی مقدار میں مختلف اقوال ہیں۔

ا۔دو الف ۲۔ڈھائی الف ۳۔چار الف

یاد رہے کہ مد واجب کی یہ مقدار مد اصلی کے علاوہ ہے۔

س:۔مد جائز کو جائز کیوں کہتے ہیں؟

ج:۔مد جائز کو جائز اس لیے کہتے ہیں کہ علامہ جزری کے طریق پر توسط کے ساتھ ساتھ قصر بھی جائز ہے اور
اس کو مد منفصل بھی کہتے ہیں۔یعنی حرف مدہ کے بعد ہمزہ منفصلہ آیا ہے۔جیسے اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ

مد فرعی کے تفصیلاً نو قسمیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

مد لازم کی چار قسمیں ہیں:۔

۱.مدلازم کلمی مثقل　　　　۲.مدلازم کلمی مخفف

۳.مدلازم حرفی مثقل　　　　۴.مدلازم حرفی مخفف

نمبر۱:۔مدلازم کلمی مثقل:۔اگر کسی ایک کلمے میں حروف مدہ کے بعد مشدد حرف آجائے جیسے دَآبَّةٍ
، وَلَا الضَّآلِّیْن مدلازم کلمی مثقل کہلاتا ہے۔

نمبر۲:۔مدلازم کلمی مخفف:۔اگر کسی ایک کلمے میں حروف مدہ کے بعد ایسا ساکن حرف آجائے کہ جس کا سکون اصلی ہو یعنی واقفاً وصلاً ساکن ہو پورے قرآن مجید میں ایسا ایک ہی کلمہ ہے جو دو جگہ آیا ہے۔ آٰلْئٰنَ (سورہ یونس) مدلازم کلمی مخفف کہلاتا ہے۔

حروف مطقعات کابیان

مقطعات کی معنی ہے یعنی کاٹ کر لکھے ہوئے حروف،قرآن مجید میں انتیس سورتوں کے شروع میں یہ حروف آئے ہیں۔اور یہ ٹوٹل چودہ حروف ہیں۔جن کا مجموعہ نَقَصَ، عَسُلُکُمْ حَیٌّ طَاهِرٌ ہیں۔

حروف مقطعات پانچ اقسام پر ہے۔

۱.احادی　۲.ثنائی　۳.ثلاثی　۴.رباعی　۵.خماسی

۱.احادی:۔ تین الفاظ ہیں.نٓ،صٓ،قٓ یعنی ایک ایک حرف ہو۔

۲.ثنائی: چار الفاظ ہیں۔یٰسٓ،طٰسٓ،حٰمٓ،طٰہٰ یعنی دو دو حروف ہو۔

۳.ثلاثی: تین الفاظ ہیں۔الٓمٓ،الٓر،طٰسٓمٓ یعنی تین تین حروف ہو۔

۴.رباعی: دو الفاظ ہیں۔الٓمٓصٓ،الٓمٓر یعنی چار چار حروف ہو۔

۵.خماسی: دو الفاظ ہیں۔کٓھٰیٰعٓصٓ،حٰمٓ عٓسٓقٓ یعنی پانچ پانچ حروف ہو۔

نمبر۳: مدلازم حرفی مثقل :۔ اگر حروف مقطعات میں سے حروف مدہ کے بعد مشدد حرف آجائے جیسے الٓـــــــــــــــــــــــــــــــمٓ

مدلازم حرفی مثقل کہلاتا ہے۔

نمبر۴: مدلازم حرفی مخفف: اگر حروف مقطعات میں سے حروف مدہ کے بعد ایسا ساکن حرف آجائے کہ جس کا سکون اصلی ہو۔ جیسے الٓـمٓ کے آخر میں جو میم ساکن ہے۔ مدلازم حرفی مخفف کہلاتا ہے۔ ان چاروں کی مقدار مدطول ہے۔

نمبر۵: مدواجب کی تعریف: اگر حرف مدہ کے بعد ہمزہ اسی کلمے میں آجائے جیسے اُولٰٓـئِکَ

مدواجب یا مد متصل کہلاتا ہے۔ مقدار مدتوسط ہے۔

نمبر۶: مدجائز کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ مدجائز ۲۔ مدعارض وقفی ۳۔ مدعارض لین ۴۔ مدلازم لین

۶۔ مدجائز:۔ اگر حرف مدہ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمے میں ہو یعنی ہمزہ منفصلہ آجائے جیسے اِنَّــــــــــــــــــــــــــــــآ اَعْـــــــــــــــطَيْـــــــــــــــنٰكَ

مدجائز یا مد منفصل کہلاتا ہے۔ مقدار مدتوسط اور قصر دونوں ہے۔

۷۔ مدعارض وقفی: اگر کسی کلمہ میں حرف مدہ کے بعد ایسا سکون آجائے کہ جس کا سکون عارضی ہو جیسے الـــــــــــــــــــــــــرَّحِيْـــــــــــــــــــــــمْ

وغیرہ مدعارض وقفی کہلاتا ہے۔

۸۔ مدعارض لین: اگر حروف لین کے بعد ایسا سکون آجائے کہ جس کا سکون عارضی ہو جیسے وَالـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــصَّيْفْ

وغیرہ مدعارض لین کہلاتا ہے۔

۹۔ مدلازم لین: اگر حرف لین کے بعد ایسا سکون آجائے کہ جس کا سکون لازمی ہو یعنی اصلی ہو۔ جیسے عَيْنِ مَرْيَمْ اور عَيْنِ الشُّوْرٰى

پورے قرآن مجید میں دو حروف ہیں۔ کٓھٰیٰعٓصٓ، حٰمٓ عٓسٓقٓ مدلازم لین کہلاتا ہے۔

مدمتصل اور مدمنفصل میں پانچ فرق ھیں.

۱۔مد متصل کا سبب مد اسی کلمے میں ہوتا ہے اور مد منفصل کا سبب مد دوسرے کلمے کے شروع میں ہوتا ہے۔

۲۔مد متصل واجب ہے اور مد منفصل جائز ہے۔

۳۔مد متصل قوی ہے اور مد منفصل ضعیف ہے۔

۴۔مد متصل وقفاً وصلاً پڑھا جاتا ہے اور مد منفصل صرف وصلاً پڑھا جاتا ہے وقفاً نہیں پڑھا جاتا۔

۵۔مد متصل کا ہمزہ عین کی شکل میں ہوتا ہے سوائے اَسَآءُ السُّوْٓءَ کے

اور مد منفصل کا ہمزہ الف کی شکل میں ہوتا ہے۔سوائے ھٰٓؤُلَآءِ کے۔لَتَنُوْٓأُ بِالْعُصْبَۃِ، اور اَنْ تَبُوْٓءَ بِاِثْمِیْ۔

۱۔مد عارض وقفی ۲۔عارض لین ۳۔مد لازم لین ان تینوں میں طول توسط قصر جائز ہے۔

۱۔مد عارض وقفی میں طول اولیٰ ہے اس لیے کہ محل مد قوی ہے پھر توسط پھر قصر

۲۔مد عارض لین میں قصر اولیٰ ہے اس لیے کہ محل مد ضعیف ہے پھر توسط اور پھر طول

۳۔مد لازم لین میں طول اولیٰ ہے یہاں اگر چہ محل مد ضعیف ہے لیکن سبب مد قوی ہے یعنی سکون لازمی اور اصلی ہے۔

قاعدہ:۔الٓمٓ کو اللہ کے ساتھ (ال عمران میں) ملانے میں مد کی دو وجہیں بنتی ہے۔۱۔طول ۲۔قصر اگر اصل پر نظر رکھ کر پڑھے تو پھر طول ہے اور اگر عارض پر نظر رکھ کر پڑھے تو پھر قصر ہے اور یاد رہے کہ توسط جائز نہیں۔

(نوٹ) حروف مدہ کے لیے اسباب مد دو ہیں۔ہمزہ اور سکون،سکون میں تشدید بھی داخل ہے۔

اور حروف لینیہ کے لیے سبب مد صرف سکون ہے۔

﴿بارہواں لمعہ بارہویں روشنی﴾

(ہمزہ کے قاعدوں میں)

ہمزہ کی اولاً دو قسمیں ہیں۔ ا۔ہمزہ اصلیہ ۲۔ہمزہ زائد

۱:ہمزہ اصلیہ کی تعریف:۔ جوہمزہ فعل کے حروف اصلیہ یعنی ف،ع،ل کی جگہ پر آئی ہو جیسے اَمَرَ یَئِسَ ، قَرَاَ وغیرہ

۲:ہمزہ زائد کی تعریف:۔ جوہمزہ فعل کے حروف اصلیہ یعنی ف،ع،ل کی جگہ پر نہیں آئی ہو جیسے اَءَنْذَرْتَهُمْ وغیرہ۔

ہمزہ اصلیہ کی کوئی قسم نہیں ہے اور ہمزہ زائد کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ہمزہ قطعی ۲۔ہمزہ وصلی

۱:ہمزہ قطعی:۔ جوہمزہ درمیان کلام یں آنے کی وجہ سے نہیں گر جاتی ہے جیسے لَا اُقْسِمُ وغیرہ

۲:ہمزہ وصلی:۔ جوہمزہ درمیان کلام میں آنے کی وجہ سے گر جاتی ہے جیسے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وغیرہ

ہمزہ کی چار حالتیں ہیں:۔

ا۔تحقیق ۲۔تسہیل ۳۔ابدال ۴۔خذف

ا۔تحقیق:۔لغت میں واضح کرنا۔

اصطلاحی معنی جب دو ہمزے قطعی ایک کلمہ یا دو کلموں میں جمع ہوں تو اس کو اپنے مخرج اصلی سے تمام صفات کے ساتھ بغیر کسی تغیر وتبدل کے ادا کرنا تحقیق کہلاتا ہے۔ جیسے ءَاَنْتُمْ ،ءَاِنَّکَ ،ءَاُلْقِیَ غیرہ

۲۔تسہیل:۔ کی لغوی معنی نرم کرنا، آسان کرنا۔

اصطلاحی معنی:۔ ہمزہ کو ہمزہ اور الف کے درمیان ادا کرنا جیسے ءَاَعْجَمِیٌّ نیز اس میں تسہیل کرنا جَمْعًا بَیْنَ اللُّغَتَیْنِ ہے۔

تسہیل کی دو قسمیں ہیں

۱۔تسہیل وجوبی ۲۔تسہیل جوازی

۱۔تسہیل وجوبی:۔جس کلمہ میں امام حفصؒ سے صرف تسہیل ہی ثابت ہو تسہیل وجوبی کہلاتا ہے۔پورے قرآن مجید میں ایک ہی کلمہ چوبیس پارہ میں ہے۔ءَاَ عْجَمِیٌّ

۲۔تسہیل جوازی:۔جس کلمہ میں امام حفصؒ سے جواز کی بناء پر تسہیل کے ساتھ ساتھ ابدال بھی جائز ہو تسہیل جوازی کہلاتا ہے۔جیسے ءٓ اللّٰہ ،ءٓ الذّٰکِرِیْنَ، ءٓ الْئٰنَ ان تین کلمات میں تسہیل کے ساتھ ابدال بھی جائز ہے اور ابدال اولیٰ بھی ہے۔(یعنی دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل کر مد کے ساتھ پڑھنا)

ابدال کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ابدال وجوبی ۲۔ابدال جوازی

۱۔ابدال وجوبی:اگر ایک کلمہ میں ایسے دو ہمزے آجائیں کہ پہلا ہمزہ قطعی متحرک ہو اور دوسرا ہمزہ اصلی ساکن ہو تو دوسرا ہمزہ ساکنہ کو ماقبل ہمزہ متحرکہ کے حرکت کے مطابق حرف میں سے تبدیل کرنا ابدال وجوبی کہلاتا ہے۔جیسے اَءْمَنُوْا سے اٰمَنُوْا،اِءْ مَاناً سے اِیْمَاناً وغیرہ

۲:ابدال جوازی:۔یعنی جس کلمہ میں جواز کی بناء پر ابدال کے ساتھ ساتھ تسہیل بھی جائز ہو۔جیسے ءٓ الذّٰکِرِیْنَ اٰٰ لْئٰنَ، ءَ آللّٰہ وغیرہ

یہاں تسہیل بھی جائز ہے اور ابدال بھی جائز ہے۔لیکن ابدال اولیٰ ہے کیوں کہ ابدال کی صورت میں تغیر تام ہوتا ہے۔بخلاف تسہیل کے۔

حذف کی لغوی معنی:۔گرانا

اگر ایک کلمے میں ایسے دو ہمزے اکٹھے ہوں کہ پہلا ہمزہ قطعی مفتوح ہو اور دوسرا ہمزہ وصلی مکسور ہو تو دوسرے ہمزہ وصلی مکسور کو گرا کر پڑھا جائے گا۔جیسے اَءِفْتَرٰی سے اِفْتَرٰی ، اَءِصْطَفٰی سے اِصْطَفٰی وغیرہ

قاعدہ: بِئْس الاسم الفسوق کے بارے میں

یہ اصل میں بِئْسَ اَلْاِسْمُ اَلْفُسُوْقُ تھا۔ یعنی بِئْسَ کے 'س' پر زبر تھا پھر اَلْاِسْمُ کے 'لام' سے آگے پیچھے دونوں ہمزے حذف کئے گئے۔ پھر اجتماع ساکنین علی غیرہ مدہ بن گیا۔ 'لام' اور 'س' کے درمیان پس پہلے ساکن کو اَلسَّاکِنُ اِذَاحُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرِ قاعدے کے مطابق کسرہ دے دیا گیا تو یہ بن گیا بِئْسَ لِسْمُ اور اَلْفُسُوْقُ کا ہمزہ بھی وصلی ہے۔ اسے بھی گرادیا میم کو لام سے ملادیا تو یہ بن گیا۔ بِئْسَ لَسْمُ اَلْفُسُوْقُ اب اگر بِئْسَ پر وقف کردیا جائے تو لِسْمُ اَلْفُسُوْقُ پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور اَلِسْمُ الْفُسُوْقُ پڑھنا بھی جائز ہے یعنی ہمزہ کے پڑھنے اور نہ پڑھنے میں اختیار ہے۔

قواعد ھمز تین.

ہمزتین کے پانچ قواعد ہیں:۔

۱۔ ایسے دو ہمزے ایک یا دو کلموں میں جمع ہو کہ دونوں ہمزے قطعی متحرک ہوں۔ تو یہ دونوں قطعی ہمزے تحقیق کے ساتھ پڑھے جائیں گے۔ جیسے ءَاَنْذَرْتَهُمْ ،هٰٓؤُلَآءِ، اَهْدَى وغیرہ سوائے ءَاَعْجَمِيٌّ کے

۲۔ ایسے دو ہمزے ایک کلمہ میں جمع ہو کہ پہلا ہمزہ استفہام کا قطعی مفتوح ہو اور دوسرا ہمزہ وصلی مکسور ہو تو دوسرا ہمزہ وصلی مکسور قراءۃً اور رسماً گر جاتا ہے۔ اسی طرح کلمات پورے قرآن مجید میں سات جگہ ہیں جیسے اَفْتَرٰی، اَطَّلَعَ، اَسْتَغْفَرْتَ، اَتَّخَذْنٰهُمْ، اَسْتَكْبَرْتَ، اَتَّخَذْتُمْ، اَصْطَفَی

۳۔ ایسے دو ہمزے ایک کلمہ میں جمع ہو کہ پہلا ہمزہ استفہام کا قطعی مفتوح ہو اور دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح ہو تو ہمزہ وصلی مفتوح میں تغیر یعنی تسہیل یا ابدال کریں گے۔ ایسے کلمات پورے قرآن مجید میں تین ہیں۔ جو چھ جگہ واقع ہیں۔ ءَآللّٰهُ ، ءَآلْئٰنَ، ءَآلذَّكَرَيْنِ

یہاں اگر دوسرا ہمزہ وصلی حذف کیا جائے تو مشابہت پیدا ہو جائے گا جملہ انشائیہ کا جملہ خبریہ کے ساتھ تو اسی وجہ سے ابدال اولیٰ ہے۔

۴۔اگر دو ہمزے کسی کلمہ میں اس طرح جمع ہو کہ پہلا ہمزہ قطعی متحرک ہو اور دوسرا ہمزہ اصلی ساکن ہو تو ہمزہ ساکنہ کو ماقبل ہمزہ کے حرکت کے مطابق حرف مدہ سے تبدیل کریں گے جیسے اَءْ مَنُوْا سے اٰمَنُوْا، اُءْ تُمِنَ سے اُوْتُمِنَ، اِءْ مَاناً سے اِیْمَاناً

۵۔اگر کسی کلمہ کے شروع میں ہمزہ اصلی ساکنہ ہو تو عربی زبان میں ساکن حرف سے ابتداء نہیں ہوتی ہے، اسی وجہ سے ابتداء کرنے کے لیے ہمزہ وصلی شروع میں لایا جائے گا پھر دوسرا ہمزہ اصلی ساکنہ کو پہلے ہمزہ وصلی کے حرکت کے مطابق حرف مدہ سے بدلا جائے گا جیسے فِی السَّمٰوٰتِ، اِیْتُوْنِیْ یہ اصل میں فِی السَّمٰوٰتِ اِءْ تُوْنِیْ تھا۔ یہ ابدال وقف کی حالت میں یعنی ابتداء میں ہوتا ہے۔ وصلاً نہیں ہوتا وصلاً ہمزہ ساکنہ پڑھا جائے گا۔

کلمہ کے اقسام

کلمہ کے تین اقسام ہیں۔

۱۔اسم ۲۔فعل ۳۔حرف

نمبر ۱: اسم: اسم کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔اسمائے مصادر ۲۔اسمائے غیر مصادر

۱۔اسمائے مصادر: اسمائے مصادر میں باب افعال کے علاوہ ان کا ہمزہ ہمیشہ وصلی مکسور ہوتا ہے۔

۲۔اسمائے غیر مصادر: اسمائے غیر مصادر کا ہمزہ ہمیشہ وصلی مکسور ہوتا ہے اور ایسے اسماء دس ہیں، مگر قرآن مجید میں سات آئے ہیں۔ جیسے اِبْنٌ، اِبْنَتٌ، اِمْرَئَةٌ، اِمْرُءٌ، اِسْمٌ، اِثْنَیْنِ، اِثْنَتَیْنِ

نمبر ۲: فعل: اگر فعل کے تیسرے حرف پر کسرہ یا فتحہ یا ضمہ عارضی ہو تو فعل کا ہمزہ وصلی مکسور پڑھا جائے گا۔ جیسے اِتَّبِعُوْا وغیرہ لیکن اگر فعل کے تیسرے حرف پر ضمہ اصلی ہو تو فعل کا ہمزہ وصلی مضموم پڑھا جائے گا جیسے اُقْتُلُوْا، اُدْخُلُوْا وغیرہ

نمبر ۳: حرف: حروف کا ہمزہ لام تعریف کے علاوہ تمام حروف کا ہمزہ ہمیشہ قطعی ہوتا ہے۔ جیسے اَوْ،

وغیرہ اور لام تعریف کا ہمزہ ہمیشہ وصلی مفتوح ہوتا ہے جیسے الرَّحْمٰن وغیرہ

(نوٹ) لام تعریف والے کسی اسم پر جب لام مکسور (لام جارہ) یا لام مفتوح (لام تاکید) داخل ہو جائے تو وہ لام تعریف کا ہمزہ رسماً بھی گر جاتا ہے۔ جیسے لِلْمُتَّقِیْنَ ،لَلْاٰخرۃ کہ یہ اصل میں لِ الْمُتَّقِیْنَ لَ الْاٰخِرَۃِ تھا۔

اجتماع ساکنین کے بارے میں

اجتماع ساکنین کی معنی یعنی دو ساکن حرفوں کا اکٹھا ہونا جیسے آٰلْئٰنَ ،یَعْلَمُوْنْ وغیرہ

اجتماع ساکنین کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔اجتماع ساکنین علی حدہ ۲۔اجتماع ساکنین علی غیر حدہ

س:۔اجتماع ساکنین علی حدہ کسے کہتے ہیں؟

ج:۔یعنی پڑھتے ہوئے دو ساکن حروف اپنی جگہ پر برقرار رہیں جیسے دَآبَّۃ آٰلْئٰنَ وغیرہ۔

س:۔اجتماع ساکنین علی حدہ کا مطلب کیا ہے:۔

ج:۔ایسے دو ساکن ایک کلمہ میں ہو کہ پہلا ساکن حرف مدہ ہو۔ دوسرا ساکن حرف صحیح ساکن ہو۔ خواہ اصلی ہو یا عارضی ہو۔ جیسے دَآبَّۃ آٰلْئٰنَ وغیرہ۔ یہ وقفاً وصلاً جائز ہے۔

س:۔اجتماع ساکنین علی غیرہ حدہ کسے کہتے ہیں؟

ج:۔یعنی پڑھتے ہوئے دو ساکن اپنی جگہ پر برقرار نہ رہیں۔ البتہ حالت وقف میں اپنے حال پر برقرار رہیں۔

اجتماع ساکنین علی غیر حدہ کا مطلب: ایسے دو ساکن حروف ایک کلمہ میں جمع ہو کہ پہلا ساکن حرف مدہ نہ ہو جیسے القدر ،العسر وغیرہ۔ یہ صرف وقفاً جائز ہے۔ یا

۱۔ایسے دو ساکن حروف دو کلموں میں جمع ہوں کہ پہلا ساکن حرف مدہ ہو اور دوسرا ساکن حرف صحیح ساکن

ہوتو پہلے ساکن (حرف مدہ) کوگرائیں گے۔یعنی خذف کریں گے۔جیسے وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ یہ اصل میں وَاَقِیْمُوْ اَلصَّلٰوۃَ تھا۔

۲۔ایسے دوساکن حروف دوکلموں میں جمع ہوں کہ پہلا ساکن حرف میم جمع ہوتواس کوضمہ دیا جائے گا۔ یا پہلا ساکن حرف واولین صیغہ جمع ہوتواس کوبھی ضمہ دیا جائے گا۔جیسے بِھِمُ الْاَسْبَابُ یہ اصل میں بِھِمْ الْاَسْبَابُ تھا۔اٰتَوُالزَّکوٰۃَ کہ یہ اصل میں اٰتَوْالزَّکوٰۃَ تھا۔

۳۔ایسے دوساکن حروف دوکلموں میں جمع ہوکہ پہلا ساکن مِنْ حرف جارہ کانون ہواوردوسرا ساکن لام تعریف ہوتو پہلے ساکن من جارہ کوفتحہ دیں گے۔جیسے مِنَ اللّٰہِ یہ اصل میں مِنْ اَللّٰہِ تھا۔ مِنَ النَّاسِ یہ اصل میں مِنْ اَلنَّاسِ تھا۔وغیرہ

۴۔ایسے دوساکن حروف دوکلموں میں جمع ہوکہ پہلا ساکن حرف نہ حرف مدہ ہونہ میم جمع ہونہ واولین صیغہ جمع ہواور نہ من جارہ کا نون ہوبلکہ کوئی اور حرف ہوتواس کواَلسَّاکِنُ اِذَاحُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرِ کے قاعدے کےتحت کسرہ دے دیں گے۔جیسے اَمِرْتَابُوْا کہ یہ اصل میں اَمْ اِرْتَابُوْا تھاوغیرہ اگرکہیں تنوین کے بعدہمزہ وصلی آجائےتووہاں بھی اجتماع ساکنین علی غیرحدہ بن جاتی ہے۔مثلاً قَدِیْرُنِ الَّذِیْ یہ اصل میں قَدِیْرٌ الَّذِیْ تھا۔

یعنی تنوین کے آخرمیں نون ساکن ہے اس نون ساکن کواجتماع ساکنین علی غیرحدہ کی وجہ سے کسرہ دیا گیا۔اسی وجہ سے یہاں پرچھوٹا سانون پیداہوگیا۔اس چھوٹی سی نون کونون قطنی کہتے ہیں۔قطن عربی زبان میں روئی کوکہتے ہیں۔جس طرح دوکپڑوں کے درمیان روئی ڈال کررضائی بن جاتی ہے۔اس طرح یہ نون قطنی دوکلموں کوآپس میں ملادیتے ہیں۔یعنی دوکلموں کا آپس میں وصل پیداکرتاہے۔جیسے عَذَابًااَلِیْمَانِ الَّذِیْ یہ اصل میں عَذَابًااَلِیْماً. اَلَّذِیْ تھاوغیرہ

نوٹ:ا:۔اجتماع ساکنین علی غیرحدہ کا پہلا ساکن اگرحرف مدہ ہےتوکیوں خذف کرتے ہیں۔

ج:حصول تخفیف کے لیے۔

۲۔اجتماع ساکنین میں سے پہلا حرف ساکن اگر میم جمع ہے تو ضمہ کیوں دیا جاتا ہے؟

ج: ضمہ جمع کی علامت ہے۔

۳۔اجتماع ساکنین علی غیر حدہ میں سے پہلا حرف اگر واو لین صیغہ جمع ہے تو ضمہ کیوں دیا جاتا ہے؟

ج: واو کی مشابہت سے ضمہ دیا جاتا ہے۔

۴۔اجتماع ساکنین علی غیر حدہ میں سے پہلا ساکن اگر مِنْ جارہ ہے تو فتحہ کیوں دیا جاتا ہے؟

ج: من کو قلیل الحروف اور کثیر الاستعمال ہونے کی وجہ سے خفیف حرکت یعنی فتحہ دیا جاتا ہے۔

۵۔اجتماع ساکنین علی غیر حدہ میں سے پہلا ساکن اگر نہ حرف مدہ ہو، نہ میم جمع ہو نہ واو لین صیغہ جمع ہو اور نہ مِنْ جارہ کا نون ہو تو کسرہ کیوں دیا جاتا ہے؟

ج: عربی کا مشہور قاعدہ اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرِ کے تحت دیا جاتا ہے۔

﴿تیرھواں لمعہ تیرہویں روشنی﴾

(وقف کے بارے میں)

وقف کی لغوی معنی ٹھہرنا یا روکنا ہے۔

اصطلاحی معنی: کلمہ موقوف علیہ کے آخری حرف پر سانس اور آواز دونوں کو توڑ کر کچھ دیر کے لیے ٹھہرنے کو وقف کہتے ہیں۔

وقف کی اجمالاً تین قسمیں ہیں:

۱۔وقف باعتبار ادائیگی ۲۔وقف باعتبار معانی ۳۔وقف باعتبار احوال قاری

نمبر۱: وقف باعتبار ادائیگی کی سات قسمیں ہیں:

۱۔وقف بالاسکان ۲۔وقف بالروم ۳۔وقف بالاشمام

۴۔وقف باسکون ۵۔وقف بالابدال ۶۔وقف بالاثبات

۷۔وقف بالاخذف

۱:۔وقف بالاسکان: لغوی معنی۔ساکن کرنا

اصطلاحی معنی: کلمہ موقوف علیہ کے آخری حرف کو ساکن کر کے سانس اورآ واز دونوں توڑ کر کچھ دیر کے لیے ٹھہرنے کو وقف بالاسکان کہتے ہیں۔جیسے شَیْءٌ اَلْعٰلَمِیْنَ یہ وقف زبر،زیر،پیش ،دوزیر اوردوپیش میں ہوتا ہے۔یعنی دوزبر میں نہیں ہوتا ہے۔

۲:۔وقف بالروم: روم کی لغوی معنی ارادہ کرنا۔

اصطلاحی معنی: کلمہ موقوف علیہ کے آخری حرف کے حرکت کا ایک تہائی حصہ پڑھ کر سانس اورآواز دونوں کو توڑ کر کچھ دیر کے لیے ٹھہرنے کو وقف بالروم کہتے ہیں۔جیسے نَسْتَعِیْنُ اَلرَّحِیْمُ یہ وقف ایک زیر،دوزیر،ایک پیش اوردوپیش میں ہوتا ہے۔ایک زبراوردوزبر میں نہیں ہوتا ہے۔

۳:۔وقف بالاشمام: اشمام کی لغوی معنی اشارہ کرنا

اصطلاحی معنی: کلمہ موقوف علیہ کے آخری حرف کو ساکن کر کے سانس اورآواز دونوں کو توڑ کر بغیرآواز کے دونوں ہونٹوں کو گول کر کے پیش کا اشارہ کرنا۔وقف بالاشمام کہلاتا ہے۔جیسے نَسْتَعِیْنُ،علیمٌ یہ وقف صرف ایک پیش اوردوپیش میں ہوتا ہے۔

۴:۔وقف بالسکون: سکون کی کی لغوی معنی جو پہلے سے خود ساکن ہو۔

اصطلاحی معنی: کلمہ موقوف علیہ کا آخری حرف جو پہلے سے خود ساکن ہے۔صرف سانس اورآواز دونوں کو توڑ کر کچھ دیر کے لیے ٹھہرنے کو وقف بالسکون کہتے ہیں۔جیسے اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ

نمبر۵:۔وقف بالابدال: ابدال کی لغوی معنی بدلنا

اصطلاحی معنی: کلمہ موقوف علیہ کے آخری حرف پر اگر دوزبر والا تنوین ہو تو اس تنوین کو الف سے

تبدیل کرنا یا اگر تائے مدوّرہ یعنی گول 'ۃ' ہو تو اس کو ہائے ساکنہ سے تبدیل کرنا، سانس اور آواز دونوں توڑ کر کچھ دیر کے لیے ٹھہرنے کو وقف بالابدال کہتے ہیں۔ جیسے تَوَّابًا سے تَوَّابَا، اَلْقَارِعَۃُ سے اَلْقَارِعَہْ وغیرہ

نمبر۶:۔ وقف بالاثبات: اثبات کی لغوی معنی ثابت کرنا۔

اصطلاحی معنی: کلمہ موقوف علیہ کے آخر میں جو حروف مدہ وصلاً خذف ہو جاتے ہیں۔ وقف میں اس حروف مدہ کو ثابت کرنا وقف بالاثبات کہلاتا ہے۔ جیسے قَالُوا الْئٰنَ سے قَالُوْا الْئٰنَ وغیرہ

نمبر۷:۔ وقف بالحذف: حذف کی لغوی معنی گرانا، حذف کرنا

اصطلاحی معنی: کلمہ موقوف علیہ کے آخر میں جو حرف وصلاً پڑھا جاتا ہے وقف میں اس حرف کو حذف کر دینا۔ وقف بالحذف کہلاتا ہے۔ جیسے فَمَآ اٰتٰنِ ۦَ اللّٰہُ یہ وقف میں فَمَآ اٰتٰنْ یعنی وقف میں یاء کو حذف کرنا اور فَمَآ اٰتٰنِیْ یعنی یاء کے ساتھ بھی وقف جائز ہے۔ یعنی وقفاً یاء کے پڑھنے اور نہ پڑھنے میں اختیار ہے۔

نمبر۲:۔ وقف باعتبار معانی کی دو قسمیں ہیں: ۱. ماتم معناہ ۲. غیر ماتم معناہ

۱۔ ماتم معناہ کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ تام ۲۔ کافی ۳۔ حسن

۲۔ غیر ماتم معناہ کی دو قسمیں ہیں ۱۔ قبیح ۲۔ اقبح

ماتم معناہ کی تین قسمیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱:۔ وقف تام: کلمہ موقوف علیہ کا مابعد سے نہ لفظی تعلق ہو اور نہ معنوی تعلق ہو۔ جملہ اور مفہوم سب مکمل ہو۔ وقف تام کہلاتا ہے۔ جیسے ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

۲:۔ وقف کافی: کلمہ موقوف علیہ کا مابعد سے معنوی تعلق ہو اور لفظی تعلق نہ ہو، جملہ مکمل ہو اور مفہوم نامکمل ہو۔ وقف کافی کہلاتا ہے۔ جیسے ھُمْ یُوْقِنُوْنَ

۳: وقف حسن: کلمہ موقف علیہ کا مابعد سے معنوی تعلق بھی ہو اور لفظی تعلق بھی ہو جملہ بھی مکمل

ہو لیکن مفہوم نامکمل ہو۔وقف حسن کہلاتا ہے۔جیسے اَلْحَمْدُلِلّٰہ ،اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم وغیرہ

وقف حسن اگر رأس آیت پر کیا ہے(آیت کے اختتام پر کیا ہے)تو اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر آیت کے درمیان میں کیا ہے تو اعادہ کرنا چاہیے۔

غیر ماتم معناہ کی دو قسمیں مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔وقف قبیح:کلمہ موقوف علیہ کا مابعد سے شدید معنوی اور لفظی تعلق ہو۔جملہ اور مفہوم بھی نامکمل ہو۔وقف قبیح کہلاتا ہے۔جیسے اَلْحَمْدُ،اِیَّاکَ وغیرہ۔اگر سہواً ایسا وقف کیا جائے تو اعادہ کرنا ضروری ہے اور قصداً ایسا وقف کیا تو حرام ہے

۲:۔وقف اقبح:۔یعنی ایسی جگہ پر وقف کرنا جو شان الٰہی کے خلاف ہو وقف اقبح کہلاتا ہے۔جیسے اِنَّ اللّٰہ

لَا یَھْدِیْ وغیرہ۔اگر سہواً ایسا وقف کیا تو پیچھے سے اعادہ کرنا انتہائی ضروری ہے۔اگر کسی نے قصداً یعنی جان بوجھ کر ایسا وقف کیا تو اس طرح غلط عمل کرنے کی وجہ سے وہ دین اسلام سے خارج ہوسکتا ہے۔(المرشد)

۳:۔ وقف باعتبار احوال قاری:۔

یعنی قاری کے ضرورت کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں ہیں:۔

ا۔وقف اختیاری ۲۔وقف اضطراری ۳۔وقف اختباری ۴۔وقف انتظاری

ا۔وقف اختیاری:۔یعنی جو وقف اپنے اختیار سے کیا جائے وقف اختیاری کہلاتا ہے۔جیسے ھُمُ الْمُفْلِحُوْن وغیرہ

۲۔وقف اضطراری:یعنی کسی مجبوری کی وجہ سے جو وقف کیا جائے وقف اضطراری کہلاتا ہے۔

مثلاً سانس کی تنگی ہو،پیٹ میں درد ہو،یا کھانسی وغیرہ ہو۔

۳۔وقف اختباری:۔یعنی جو وقف سیکھنے اور سکھانے کی غرض سے کیا جائے وقف اختباری کہلاتا ہے۔

۴۔وقف انتظاری: جو وقف کسی اختلافی قرآءت کو جمع کرنے کی غرض سے ایک جگہ پر بار بار کیا جائے۔وقف انتظاری کہلاتا ہے۔

وقف کرنے کے وقت مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

ا۔وقف تابع رسم ہو، یعنی رسم الخط کے مطابق وقف کیا جائے۔

۲۔وقف کلمے کے آخری حرف پر کیا جائے۔

۳۔وقف کرتے وقت حرف کو ساکن کیا جائے۔

۴۔ٹھہرنے کے وقت آواز اور سانس دونوں کو توڑ کر وقف کیا جائے۔

۵۔وقف ان چھ نشانات پر کرنا چاہیے۔

ا۔گول آیت ٥ ۲۔میم ۳۔ط ۴۔ج ۵۔ز ۶۔ص

ا۔اور یاد رکھیں کہ لا پر ہرگز وقف نہ کریں۔

سکتہ اور وقف میں فرق

سکتہ اور وقف میں ایک فرق ہے:

ا۔وقف میں سانس اور آواز دونوں ختم ہو جاتی ہے اور سکتہ میں صرف آواز بند ہوتا ہے، سانس جاری رہتا ہے۔

سکتہ کی دو قسمیں ہیں: ا۔سکتہ معنوی ۲۔سکتہ لفظی

ا۔سکتہ معنوی: روایت حفصؒ میں صرف چار جگہ سکتہ معنوی ہیں۔

ا.سورۃ کھف ۲.سورۃ یٰسین ۳.سورۃ قیامۃ

۴.سورۃ مطففین نیز سورۃ انفال اور سورۃ براءت کے درمیان بھی سکتہ جائز ہے۔

ان چار مقامات میں امام شاطبیؒ کے طرق پر صرف سکتہ ہے اور امام جزریؒ کے طرق پر سکتہ اور ترک سکتہ دونوں جائز ہے۔اور ترک سکتہ کی صورت میں پہلی جگہ پر اخفاء حقیقی دوسری پر اظہار تیسری اور چوتھی جگہ پر ادغام متقاربین تام ہوگی۔

۲۔سکتہ لفظی: یہ صرف امام جزریؒ کے طرق پر جائز ہے یعنی جب حرف صحیح ساکن کے بعد ہمزہ آجائے تو لطیف سا سکتہ ہوتی ہے جیسے قَدْ اَفْلَحَ وغیرہ

وقف سکتہ اور قطع میں فرق

۱۔وقف: کسی کلمہ پر اتنی دیر تک آواز منقطع کرنا کہ جس میں آدمی عادۃً سانس لے سکے۔

۲۔سکتہ: سکتہ سے مراد بغیر سانس لیے آواز کو قلیل لحہ کے لیے بند کرنا۔

۳۔قطع یا انقطاع: آیت کے آخر میں کلمہ موقوف علیہ کے آخری حرف پر تلاوت ختم کرنے کی نیت سے سانس اور آواز دونوں کو توڑ کر ٹھہرنے کو قطع یا انقطاع کہتے ہیں۔اور آخر میں صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم پڑھنا بہتر ہے اور قطع کے بعد اگر پھر تلاوت شروع کرنا ہو تو از سرِ نو استعادہ ضروری ہے۔

اعادہ کی معنی ہے۔ پیچھے سے لوٹانا اور اعادہ کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔اعادہ احسن　　۲۔اعادہ حسن　　۳۔اعادہ قبیح　　۴۔اعادہ اقبح

۱۔اعادہ احسن: وقف قبیح یا اقبح کے بعد اعادہ کرنا یعنی لوٹانا۔

۲۔اعادہ حسن: آیت کے درمیان وقف حسن کے بعد اعادہ کرنا یعنی لوٹانا۔

۳۔اعادہ قبیح: وقف کافی اور آیت پر وقف حسن کے بعد اعادہ کرنا یعنی لوٹانا۔

۴۔اعادہ اقبح: وقف تام اور لازم کے بعد اعادہ کرنا یعنی لوٹانا۔

ابتداء کی چار قسمیں ھیں.

۱۔ابتداء احسن　　۲۔ابتداء حسن　　۳۔ابتداء قبیح　　۴۔ابتداء اقبح

۱۔ابتداء احسن: وقف تام اور لازم کے بعد ابتداء احسن ہے۔

۲۔ابتداء حسن: وقف کافی اور حسن کے بعد جو آیت پر ہو ابتداء حسن ہے۔

٣۔ابتداء قبیح: آیت کے درمیان میں وقف حسن کے بعد ابتداء کرنے کو ابتداء قبیح کہتے ہیں۔

۴۔ابتداء اقبح: وقف قبیح کے بعد ابتداء کرنے کو ابتداء اقبح کہتے ہیں۔

روم اور اختلاس میں فرق

روم اور اختلاس میں تین فرق ہیں۔

١۔روم میں حرکت کا ایک تہائی حصہ پڑھا جاتا ہے اور اختلاس میں حرکت کا دو تہائی حصہ پڑھا جاتا ہے۔

٢۔روم صرف زیر، پیش، دوزیر اور دو پیش میں ہوتا ہے اور اختلاس زبر، زیر اور پیش یعنی سب میں ہوتا ہے۔

٣۔روم کلمے کی آخری حرف پر ہوتا ہے اور اختلاس کلمے کے درمیان میں ہوتا ہے۔

وقف تابع رسم الخط ہے لیکن اس سے بارہ کلمات مستثنیٰ ہیں۔

مندرجہ ذیل کلمات میں الف نہ وصلاً پڑھا جاتا ہے اور نہ وقفاً پڑھا جاتا ہے۔

نمبر شمار	کلمات	سورۃ اور رکوع	پارہ نمبر
١	اَوْ یَعْفُوَا	سورۃ بقرہ کے اکتیسویں رکوع میں ہے۔	٢
٢	اَنْ تَبُوْٓءَا	سورۃ مائدہ کے پانچویں رکوع میں ہے۔	٦
٣	لِتَتْلُوَا	سورۃ رعد کے چوتھے رکوع میں ہے۔	١٣
۴	لَنْ نَّدْعُوَا	سورۃ کہف کے دوسرے رکوع میں ہے۔	١۵
۵	لِیَرْبُوَا	سورۃ روم کے چوتھے رکوع میں ہے۔	٢١
٦	لِیَبْلُوَا	سورۃ محمد کے اول رکوع میں ہے۔	٢٦
٧	نَبْلُوَا	سورۃ محمد کے چوتھے رکوع میں ہے۔	٢٦
٨	ثَمُوْدَا (چار جگہ	سورۃ ہود کے چھٹے رکوع میں ہے۔	١٢
٩	ثَمُوْدَا	سورۃ فرقان کے چوتھے رکوع میں ہے۔	١٩
١٠	ثَمُوْدَا	سورۃ العنکبوت کے چوتھے رکوع میں ہے۔	٢٠

۱۱	ثَمُوْدَا	سورۃ نجم کے تیسرے رکوع میں ہے۔	۲۷
۱۲	قَوَارِیْرَا (ثانی)	سورۃ دھر کے اول رکوع میں ہے۔	۲۹

اور اَنْ اَتْلُوا بھی ان کلمات میں شامل ہے۔ لیکن اس پر عموماً وقف کی نوبت نہ آنے کی وجہ سے اس کو ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

ان کلمات کو زبانی یاد کرنا ضروری ہے۔

سات کلمات اور ہیں کہ ان میں الف وقفاً پڑھا جاتا ہے۔ لیکن وصلاً نہیں پڑھا جاتا۔

کلمات درجہ ذیل ہیں۔

نمبر شمار	کلمات	سورۃ اور رکوع	پارہ نمبر
۱	لٰكِنَّا	سورۃ کہف کے پانچویں رکوع میں ہے۔	۱۵
۲	اَلظُّنُوْنَا	سورۃ احزاب کے دوسرے رکوع میں ہے۔	۲۱
۳	اَلرَّسُوْلَا	سورۃ احزاب کے آٹھویں رکوع میں ہے۔	۲۲
۴	اَلسَّبِيْلَا	سورۃ احزاب کے آٹھویں رکوع میں ہے۔	۲۲
۵	سَلَاسِلَا	سورۃ دھر کے اول رکوع میں ہے۔ خاص سَلَاسِلَا وقفاً سلاسل پڑھنا بھی جائز ہے۔ یعنی الف کے بغیر اور الف کے ساتھ بھی جیسے سَلَاسِلَا	۲۹
۶	قَوَارِیْرَا (اول)	سورۃ دھر کے اول رکوع میں ہے۔	۲۹
۷	اَنَا	قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی آئیں۔	

(نوٹ) ان کلمات کو زبانی یاد کرنا ضروری ہے۔)

هائے ضمیر کے بیان میں

ھاء کی اولاد دو قسمیں ہیں۔ ا۔ھاء اصلیہ ۲۔ھاء زائد

ا۔ھاء اصلیہ: ھاء اصلیہ اس ھاء کو کہتے ہیں جو فعل کے حروف اصلیہ یعنی ف،ع،ل کی جگہ آئی ہو۔
جیسے ونه عن المنکر اور لفظ اللہ کی ھاء بھی اصلیہ ہے۔ھاء اصلیہ کی کوئی قسم نہیں ہے۔

ھاء زائدہ کی تین قسمیں ہیں۔ ۱ .ھائے ضمیر ۲ .ھائے سکتہ ۳ .ھائے مدوّرہ

نمبرا:۔ھائے ضمیر: لغوی معنی چھپانا۔
اصطلاحی معنی: کلمہ کے آخر میں مثل کاف کے جو ھاء ملحق ہوجاتی ہے اس کو ھاء ضمیر کہتے ہیں۔جس سے واحد مذکر غائب کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔جیسے رَسُوْلَه ،مِنْه وغیرہ

ھائے ضمیر کا مقصد: اختصار فی الکلام
ھائے ضمیر کی اصل حرکت ضمہ ہے کیوں کہ اکثر حالتوں میں ع پر ضمہ ہی ہوتا ہے۔مگر بعض اوقات ماقبل کی وجہ سے ھائے ضمیر پر کسرہ بھی آجاتی ہے۔
(نوٹ) یادرکھنا کہ ھائے ضمیر پر فتحہ کبھی نہیں آسکتا۔

حرکت کے بارے میں:

اگر ھائے ضمیر کا ماقبل حرف مفتوح یا مضموم ہو یا یائے ساکنہ کے علاوہ بقایا ۲۸ حروف میں سے کوئی اور حرف ساکن ہو تو ھائے ضمیر مضموم ہوگی۔جیسے مالُهٗ ،عَنْهُ وغیرہ ماسوائے وَيَتَّقِيْهِ کہ اصل میں وَيَتَّقْهِ تھا انہوں نے اصل کو دیکھ کر اس کو کسرہ دیا ہے یعنی ھائے ضمیر سے پہلے یائے ساکنہ ہے۔
اور اگر ھائے ضمیر کا ماقبل حرف مکسور ہو یا یائے ساکنہ ہو تو ھائے ضمیر مکسور ہوگی۔جیسے فِيْهِ ،بِهٖ وغیرہ

ماسوائے ان چار کلمات کے

۱ .اَرْجِهْ ۲ .اَلْقِهْ ۳ .عَلَيْهُ اللّٰه ۴ .وَمَااَنْسَانِيْهُ

اَرْجِهْ اور اَلْقِهْ یہ اصل میں اَرْجَا اور اَلْقَا تھا۔صیغہ امر کی وجہ سے حروف علت حذف کیے گئے اور آخر میں ھا ساکنہ لگادی۔چون کہ حروف علت ساکن تھے اس لیے ھائے ضمیر کو ساکن کردیا۔عَلَيْـهُ اللّٰـه

اور وَمَا اَنْسَانِيْهُ ان دونوں کلموں میں ضمہ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ ھائے ضمیر کو اصل کے مطابق مضموم ہی پڑھا ہے۔

ھائے ضمیر میں صلہ کرنے بارے میں:

صلہ کے معنی لمبا کرنا، دراز کرنا

یعنی ضمہ یا کسرہ کو واو مدہ اور یائے مدہ کے برابر کھینچنا اور اس کو اشباع بھی کہتے ہیں۔

ا:۔اگر ھائے ضمیر کا ماقبل اور مابعد دونوں حروف متحرک ہو تو ھائے ضمیر صلہ کیساتھ پڑھا جائے گا جیسے بِهٖ يَوْمَئِذٍ، مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۔

یعنی اگر مضموم ہو تو واو مدہ کے برابر کھینچنا چاہیے۔اور اگر مکسور ہو تو یائے مدہ کے برابر کھینچنا۔مگر اس سے ایک کلمہ مستثنٰی ہے۔يَرْضَهُ لَكُمْ قاعدہ کے مطابق تو صلہ کرنا چاہیے تھا مگر یہاں اصل کو دیکھ کر کہ اصل میں یہ کلمہ يَرْضَاهُ لَكُمْ تھا یعنی ھاء سے پہلے الف ساکن تھا۔اگر ھائے ضمیر سے پہلے اور مابعد دونوں حروف ساکن ہو تو صلہ کے ساتھ نہیں پڑھا جائے گا جیسے مِنْهُ الْاَنْهَارَ

۲:۔اگر ھائے ضمیر کا ماقبل حرف متحرک ہو اور مابعد حرف ساکن ہو تو بھی صلہ کے ساتھ نہیں پڑھا جائے گا۔جیسے بِهِ الْاَرْض

۳:۔اگر ھائے ضمیر کا ماقبل حرف ساکن ہو اور مابعد متحرک ہو تو بھی صلہ کے ساتھ نہیں پڑھا جائے گا۔جیسے فِيْهِ هُدًى

لیکن اس سے ایک کلمہ مستثنٰی ہے۔فِيْهٖ مُهَانًا (یعنی سورۃ فرقان میں) اس میں امام حفصؒ نے اپنے قاعدے کے خلاف کر کے امام ابن کثیر مکیؒ کی مطابقت کی ہے۔یا جَمْعًا بَيْنَ اللُّغَتَيْن کو اختیار کیا ہے۔اس کے علاوہ ھائے اصلیہ وغیرہ میں صلہ نہیں کیا جائے گا۔بعض لوگ غلطی کی وجہ سے بعض کلمات میں صلہ کرتے ہیں۔جیسے فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ ،تَنْتَهِ وغیرہ

ھائے ضمیر پر وقف کے متعلق

ھائے ضمیر پر وقف کے تین اقوال ہیں۔(المرشد)

۱۔ پہلا قول: بعض قرآء کے نزدیک ھائے ضمیر پر اسکان روم اور اشمام تینوں ہر حالت میں جائز ہے۔

۲۔ دوسر قول: بعض قرآء کے نزدیک وقف بالاسکان ہر حالت میں جائز ہے لیکن روم اور اشمام کسی حال میں جائز نہیں۔

۳۔ تیسرا قول: بعض قرآء کے نزدیک وقف بالاسکان ہر حالت میں جائز ہے۔روم اور اشمام کے جواز کے لیے چند شرائط ہیں اور یہ قول اولیٰ بھی ہے۔

شرائط درجہ ذیل ہیں۔

جیسا کہ ھائے ضمیر اپنے ماقبل کے اعتبار سے سات قسم پر پایا جاتا ہے۔

۱۔ ھائے ضمیر سے پہلے فتحہ ہو جیسے وَعَلَّمَهٗ

۲۔ ھائے ضمیر سے پہلے ضمہ ہو یُعَلِّمُهٗ

۳۔ ھائے ضمیر سے پہلے کسرہ ہو۔ جیسے بِهٖ

۴۔ ھائے ضمیر سے پہلے واو مدہ ہو جیسے صَلَبُوْهُ یا واو لین ہو جیسے وَشَرَوْهُ

۵۔ ھائے ضمیر سے پہلے یاء مدہ ہو جیسے فِيْهِ یا یائے لین ہو جیسے عَلَيْهِ

۶۔ ھائے ضمیر سے پہلے الف مدہ ہو جیسے اِجْتَبَاهُ

۷۔ ھائے ضمیر سے پہلے حرف صحیح ساکن ہو جیسے فَلْيَصُمْهُ

پس اگر ھائے ضمیر سے پہلے ضمہ یا کسرہ ہے یا واو مدہ یا واو لین ہو یا یائے مدہ یا یائے لین ہے تو ھائے ضمیر پر روم اور اشمام کسی حالت میں جائز نہیں ہے۔

اگر ھائے ضمیر سے پہلے ان مذکورہ کے علاوہ باقی تینوں میں سے کوئی ایک ہو (یعنی الف مدہ فتحہ اور حرف صحیح ساکن) تو پھر روم اور اشمام دونوں جائز ہے۔ جیسے وعَلَّمَهٗ، اِجْتَبَاهُ، فَلْيَصُمْهُ وغیرہ

۴۔ ھائے سکتہ:۔ روایت حفصؒ میں بعض کلمات کے آخر میں لگائی گئی ہیں۔ جس کو ھائے سکتہ کہتے

ہیں۔ یہ ھائے سکتہ کلمے کی اصلی ھاءنہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک زائد ھاء ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اسی کلمے کے آخری حرف کی حرکت کووقف میں برقرار رکھنا مقصود ہوتا ہے، تاکہ وقف ھائے ساکنہ پر ہو جائے اور کلمے کے آخری حرف کی حرکت برقرار رہے۔

ایسے ھاء قرآن مجید میں کل ۹ جگہ ہے۔

۱ .لَمۡ یَتَسَنَّهۡ (سورة البقره) ۲ .فَبِهُدٰهُمُ اقۡتَدِهۡ (سورة الانعام)

۳. ۴. كِتَابِيَهۡ(سورة حاقه میں دو جگه)

۵. ۶ .حِسَابِيَهۡ(سورة حاقه میں دو جگه)

۷.مَالِيَهۡ(سورة حاقه) ۸.سُلۡطَانِيَهۡ(سورة حاقه)

۹ .مَاهِيَهۡ(سورة القارعه)

یہ ھائے ساکنہ روایت حفصؒ میں وصلاً اور وقفاً ساکن پڑھی جاتی ہے۔

۳۔ھائے مدوّرہ: تانیث کی وہ تاء جو وقفاً ھائے ساکنہ سے بدل جاتی ہے۔ھائے مدوّرہ کہلاتی ہے۔جیسے وَبِالۡاٰخِرَةِ سے وَبِالۡاٰخِرَهۡ وغیرہ

چودھواں لمعہ چودھویں روشنی

فوائد متفرقه ضروریه کے بیان میں

فائدہ نمبر۱: سورۃ کہف کے پانچویں رکوع میں لٰکِنَّاهُوَ اللّٰهُ یعنی لکنا میں الف لکھا ہوا ہے مگر وصلاً پڑھا نہیں جاتا۔ البتہ وقفاً پڑھا جاتا ہے۔

فائدہ نمبر۲:۔لَئِنۡ بَسَطۡتَّ ،اَحَطۡتُّ ،مَافَرَّطۡتُّمۡ اور فَرَّطۡتُّ میں ادغام ناقص ہوتا ہے یعنی طا کو تا کے ساتھ ملا کر مشدد کر کے اسی طرح پڑھا جائے گا کہ طا اپنی صفت استعلاء اور اطباق کے ساتھ بغیر قلقلہ کے پُر ادا ہو جائے اور تا باریک ادا ہو جائے۔ اور اس میں ادغام ناقص کی وجہ یہ ہے کہ طا اقویٰ حرف ہے اور تا ضعیف حرف ہے۔ اقویٰ حرف کا ضعیف حرف میں ادغام تام نہیں ہوتا اور اَلَمۡ

نَخۡلُقكُّم میں بہتر یہ ہے کہ ادغام تام ہو جائے اور ادغام تام اس لیے بہتر ہے تا کہ فرق آجائے اقویٰ ترین اور اقویٰ تر کے درمیان۔ کیوں کہ 'طا' قوی ترین حرف ہے اور قاف اقویٰ تر حرف ہے اور علامہ جزریؒ کے طریق ادغام ناقص بھی جائز ہے۔

فائدہ نمبر ۳:۔ سورۃ یوسف کے دوسرے رکوع میں تَاۡمَنَّا میں ادغام اور اظہار دونوں جائز ہے لیکن ادغام کے ساتھ اشمام کرنا یعنی ادغام کرنے کے وقت میم کے بعد نون شروع کرنے کے وقت ہونٹوں کو گول کر کے پیش کا اشارہ کرنا اور اظہار کے ساتھ روم کرنا یعنی پہلے نون کا ادغام نہ کرنا بلکہ پہلے نون کے پیش کو جلدی سے ادا کرنا اور یہاں روم سے مراد اختلاس ہے۔

فائدہ نمبر ۴:۔ قرآن مجید میں امام حفصؒ کی روایت میں چار سکتے ہیں۔

۱. سورۃ کھف میں عِوَجاً سکتہ قَیِّمًا

۲. سورۃ یٰسین میں مِنۡ مَّرۡقَدِنَا سکتہ هٰذَا

۳. سورۃ قیامه میں مَنۡ سکتہ رَاقٍ

۴. سورۃ مطففین میں كَلَّا بَلۡ سکتہ رَانَ

۱۔ سورۃ کہف میں وقف اولیٰ ہے کیوں کہ وقف کا نشان یعنی گول آیت موجود ہے اور اگر وقف نہ کرے تو پھر سکتہ بہتر ہے۔ اور علامہ جزریؒ کے طریق پر ترک، سکتہ بھی جائز ہے اگر سکتہ نہیں کرتے ہو تو وصلاً تنوین میں اخفاء کیا جائے گا۔

(نوٹ) سکتہ وقف کے حکم میں ہے۔

۲۔ سورۃ یٰسین میں وقف اولیٰ ہے کیوں کہ وقف کی نشان میم موجود ہے اور اگر وقف نہ کرے تو پھر سکتہ بہتر ہے اور ترک سکتہ بھی علامہ جزریؒ کے طرق پر جائز ہے یعنی اظہار کے ساتھ پڑھا جائیگا۔

۳۔ سورۃ قیامہ میں سکتہ کرنا بہتر ہے اور ترک سکتہ بھی علامہ جزریؒ کے طرق پر جائز ہے اور ترک سکتہ کی صورت میں ادغام کیا جائے گا۔

۴۔سورۃ مطففین میں سکتہ کرنا بہتر ہے اور ترک سکتہ بھی علامہ جزری کے طریق پر جائز ہے اور ترک سکتہ کی صورت میں ادغام کیا جائے گا۔

فائدہ نمبر۵:۔معروف ومجہول

قرآن مجید میں حرکات خاص کر زیر اور پیش معروف ولطیف صورت میں ہے نہ مجہول وغلیظ صورت میں۔معروف زیر کی موٹی سی علامت اور پہچان یہ ہے کہ زیر میں کامل انخفاض فم اور صوت ہے اور پیش میں کامل انضمام شفتین ہو یعنی ہونٹوں کے گولائی کے ساتھ بغیر اشباع کے ادا کیا جائے گا یعنی پیش اور زیر میں واو اور یاء معروف کی قابلیت وقوت ہو کہ پیش اور زیر کو اس طور پر باریک اور لطیف ادا کرے کہ اگر ان کو کھینچ دے تو ان سے واو اور یاء معروف پیدا ہو نہ کہ واو اور یاء مجہول مگر اس پوری بات کو سمجھنے کے لیے اہل فن سے سننا اور حاصل کرنا شرط ہے۔کیوں کہ ظاہر ہے کہ کسی حرف وحرکت کا تلفظ جس طرح سننے میں سمجھ میں آسکتا ہے لکھا ہوا دیکھ کر اس طرح سمجھ نہیں آسکتا۔البتہ مثالوں میں غور کرنے سے فرق محسوس ہو سکتا ہے جیسے واو اور یاء معروف کی مثالیں نور،جمیل اور مجہول کی مثالیں مور،درویش۔

مجہول پڑھنا درست نہیں ہے اس طرح پڑھنا اہل عجم کا طریقہ ہ جو عربیت کے خلاف ہے اور لحن جلی اور حرام ہے۔

فائدہ نمبر۶:۔قرآن مجید میں چار کلمات ایسے ہیں کہ اس کو رسم میں تو صاد کے ساتھ لکھا ہوا ہے لیکن اس کے اوپر چھوٹا سا سین بھی لکھا ہوا ہے۔اصل میں یہاں پر صاد نہیں ہے لیکن اُس وقت بعض حضرات صاد پڑھتے تھے تو اسی وجہ سے صاد کو رسم میں لکھ دیا تا کہ صاد پڑھنے والوں کے لیے دلیل بن جائے کہ صاد رسم یں موجود ہے اور جو س پڑھتے ہیں ان کے لیے تو پہلے سے دلیل موجود ہے کہ رسم میں اگر چہ س موجود نہیں ہے لیکن اصل میں س ہے۔

وہ چار کلمات درجہ ذیل ہیں۔

١.يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ(سورۃ بقرہ) ۲.فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً(سورۃ اعراف)

ان دونوں جگہ میں امام حفصؒ کی روایت میں صرف س پڑھا جاتا ہے۔

۳. اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنُ (سورۃ طور) اس میں خلف ہے چاہے س پڑھے یا ص دونوں جائز ہے۔

۴. بِمُصَيْطِر (سورۃ غاشیہ) امام حفصؒ کی روایت میں یہاں صرف ص پڑھا جاتا ہے۔

فائدہ نمبر ۷:۔ نٓ وَالْقَلَم اور یٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيم میں بطریق امام شاطبیؒ صرف اظہار ہے اور بطریق علامہ جزریؒ اظہار اور ادغام دونوں جائز ہے البتہ اظہار اولیٰ ہے۔

فائدہ نمبر ۸:۔ قرآن مجید میں کئی مواقع ایسے ہیں کہ ان میں لکھا ہوا تو لا ہے اور پڑھا جاتا ہے ل تو اسی وجہ سے پڑھتے وقت بہت خیال رکھنا چاہیے۔ ایک سورۃ آل عمران میں ہے (لَاِالَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْن) دوسرا سورۃ توبہ میں ہے۔ (وَلَاَوْضَعُوْا) تیسرا سورۃ نمل میں (اَوْلَاَذْبَحَنَّه) چوتھا سورۃ صافات میں (لَاِالَى الْجَحِيْم) پانچواں سورۃ حشر میں ہے (لَاَنْتُمْ اَشَدُّ)

اسی طرح سورۃ آل عمران کے پندرہویں رکوع میں اَفَائِن لکھا ہوا ہے لیکن اَفَئِنْ پڑھا جاتا ہے اور چند مقامات میں مَلَائِهٖ لکھا ہوا ہے لیکن مَلَئِهٖ پڑھا جاتا ہے اور سورۃ کہف کے چوتھے رکوع میں لِشَائْ لکھا ہوا ہے لیکن پڑھا جاتا ہے لِشَیْئٍ اسی طرح نَبَائْ لکھا ہوا ہے لیکن پڑھا جاتا ہے نَبَئْ یعنی ان سارے مندرجہ بالا کلمات میں الف نہیں پڑھا جاتا ہے۔

فائدہ نمبر ۹:۔ جب واو مشدد یا یاء مشدد پر وقف کرتے ہو تو ذرہ سختی سے تشدید کو پڑھنا چاہیے تا کہ تشدید باقی رہے جیسے عَدُوٌّ عَلَى النَّبِيِّ

(نوٹ) عربی کے مشہور سات لہجے مندرجہ ذیل ہیں۔

۱. مقام بیات ۲. صباء ۳. حجاز ۴. نهاوند

۵. رست ۶. سکاء ۷. جهارکه

ہم قرآن مجید امام عاصمؒ کی قرآت اور امام حفصؒ کی روایت اور امام شاطبیؒ کی طریق کے مطابق پڑھتے ہیں۔ یعنی عاصمؒ کی قرآت ہے اور امام حفصؒ کی روایت ہے اور مشہور طریق امام شاطبیؒ کا ہے اور امام

جزریؒ کی طریق بھی ہمارے لیے جائز ہے لیکن امام شاطبیؒ کا طریق اولیٰ ہے۔

ائمہ عشرہ اور ان کے راوی

۱۔امام نافع مدنیؒ	۱۔شیخ قانونؒ	۲۔شیخ ورشؒ
۲۔امام ابن کثیر مکیؒ	۱۔شیخ بزیؒ	۲۔شیخ قنبلؒ
۳۔امام ابوعمرو بصریؒ	ا۔شیخ دوری بصریؒ	۲۔شیخ سوسیؒ
۴۔امام ابن عامر شامیؒ	۱۔شیخ ہشامؒ	۲۔شیخ ابن ذکوانؒ
۵۔امام عاصم کوفیؒ	۱۔شیخ شعبہؒ	۲۔امام حفصؒ
۶۔امام حمزہ کوفیؒ	۱۔شیخ خلفؒ	۲۔شیخ خلادؒ
۷۔امام کسائی کوفیؒ	۱۔شیخ ابوالحارثؒ	۲۔شیخ دوری کسائیؒ
۸۔امام ابوجعفر مدنیؒ	۱۔شیخ ابن وردانؒ	۲۔شیخ ابن حمازؒ
۹۔امام یعقوب حضرمیؒ	۱۔شیخ ادریسؒ	۲۔شیخ روحؒ
۱۰۔امام خلف العاشر	۱۔شیخ اسحاقؒ	۲۔شیخ ادریسؒ

تمت بالخیر

مرتب:

بندہ امجد اقبال حقانی تاریخ۔ ۱۵ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ

نظر ثانی

(قاری) محمد ابراھیم صاحب

(مولانا) سکندر خان صاحب

کمپوزنگ:۔ حافظ عبدالحمید درویش